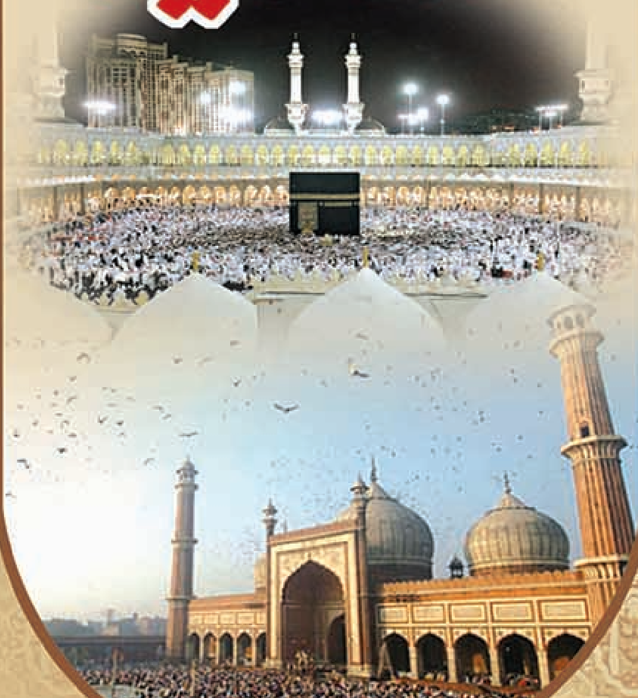
مجلہ ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
شمارہ 12 ستمبر 2010 شوال المکرم ۱۴۳۱ھ



روزہ و عید

قارئین الحقیقہ کو دلی
عید مبارک



نبوت و ضلالت

آخری عشرہ کے معمولات



ایک عظیم ماں

آہ! حضرت فیض ملت علیہ الرحمہ



احادیث پر عمل



قادیانی فتنہ
اداریہ

ہندو مذہب اسلام کے کٹہرے میں

﴿نعت شریف﴾

کونین دی ہر نعمت سرکار دے در اتے
دارین دی ہر دولت سرکار دے در اتے
سمجھیں اسیں جیوندے جی جنت وچ آگئے آں
لیجاوے اگر قسمت سرکار دے در اتے
ہاں ہاں پریشانی نوں آون دی مجال ای کیہ
ایتھے راحت ای ہے راحت سرکار دے در اتے
آوارہ نہ پوندا رہو شاہاں دے دوارے تے
ملنی اے تینوں عزت سرکار دے در اتے
دل لگدا نئیں میرا گھر بار نوں اگ لاواں
میں جانا اے ہر صورت سرکار دے در اتے
اس دنیا نے کیہ دینا ، ایتھاں یاراں نے کیہ کرنا
نکلے گی تری حسرت سرکار در اتے
جو منگو ملے ایتھوں ، جو چاہو کرو عرضاں
ہر چیز دی اے کثرت سرکار دے در اتے
رو رو کے زمانے نوں دسن دا نئیں فائدہ
اتھرو دی پوے قیمت سرکار دے در اتے
مرے ولے ای دیکھ لوو لوں لوں وچ بدیاں سن
ہن بدل گئی حالت سرکار دے در اتے
منگدا سی کدی جنت مولا توں میں رو رو کے
ہن منگے مینوں جنت سرکار دے در اتے
رہنا اے تے رہ یارا بس شہر مدینے وچ
کرنی اے تے کر خدمت سرکار دے در اتے
مرشد دے وسیلے دی برکت ہے ایہ سب آسی
تینوں جو ملی دولت سرکار دے در اتے

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۳

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمة الحقیقه — اداریہ

قادیانی فتنہ

سعید آسوی کے قلم سے

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء وہ دن تھا جب قادیانیوں کو یعنی مرزا غلام احمد نامی ملعون کی نام نہاد امت کو پاکستان اسمبلی نے اقلیت قرار دیا۔ یقیناً یہ بڑا اہم فیصلہ تھا، خدا کا شکر ہے کہ آخر کار قوم جیت گئی اور خانہ ساز نبوت کے تارو پود بہت حد تک ہوا میں بکھر گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچانے، ان میں انتشار پیدا کرنے اور ایک دوسرے سے لڑانے بھڑانے کیلئے جو منصوبے بھی انگریزوں نے بنائے، ان میں خطرناک ترین یہی تھا کہ مرزا قادیانی کو دعویٰ نبوت کیلئے شہ دی اور اس نے اپنے بدیسی آقاؤں کی رضا کیلئے ختم نبوت کی حدود کو پھلانگنے کی کوشش کی۔

جناب آدم علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ جاری رہا اور جب محبوب کائنات ﷺ کی باری آئی تو کون ومکاں میں یہ اعلان خداوندی گونج اٹھا:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب)

ترجمہ: محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں، سب نبیوں میں پچھلے۔

ابتدا میں مرزا بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا کرتا تھا (ازالہ اوہام، ص ۶۱۴، ۲۵۲) تفسیر بھی اسی کی زبانی سنئے تاکہ مرزائیوں پر قطعی حجت ہو

وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اَلَا تَعْلَمُ اَنَّ الرَّبَّ الرَّحِیْمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمّٰی نَبِیَّنَا صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ بِغَیْرِ اسْتِثْنَاءٍ وَفَسَّرَهٗ نَبِیُّنَا صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ قَوْلِهٖ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ بِبَیَانٍ وَاضِحٍ لِّلطَّالِبِیْنَ.

(حمامۃ البشریٰ ص ۳۴ و مجموعہ ص ۱۶۸)

”کیا تم نہیں جانتے (اے مرزائیو) کہ خدا رحیم وکریم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثنا کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بعدی کے ساتھ فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور طالبین حق کیلئے یہ بات واضح ہے“

مرزا قادیانی نے اس آیت کی تفسیر میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے، وہ یہ ہے

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ... (مشکوٰۃ کتاب الفتن)

ترجمہ: میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

جملہ لانبی بعدی، خاتم النبیین کی تفسیر ہے، اس جملہ نے لفظ خاتم کے جملہ مجازی معنوں کورد کر دیا۔ نیز لا، نفی جنس کا استعمال ہوا ہے نکرہ پر، اس سے بھی معنی یہ بنا کہ میرے بعد یہ جنس ہی ختم ہے۔

اگر چہ ہم نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر مرزا قادیانی کی زبان وقلم سے کی ہوئی پیش کر دی ہے، اور اب کسی مرزائی کو خاتم کے معنوں میں الجھنے کا حق نہیں (بلکہ اسے چاہئے کہ غور وفکر کرے کہ اگر مرزا کا پہلے ختم نبوت پر اعتقاد تھا تو بعد میں خود نبی ہونے کا اعلان کر کے اپنے اعتقاد کا خون کیوں کیا۔ کیا جھوٹ اور فراڈ نبی کے شایان شان ہے؟) تاہم اتمام حجت کیلئے خاتم کے معنی لغات سے پیش کرتے ہیں۔

(1) مفردات راغب صفحہ ۱۴۲:

وَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لِاَ نَّہ' خَتَمَ النُّبُوَّةَ اَیْ تَمَّمَهَا بِمُجِيْئِهٖ

ترجمہ: یعنی حضور ﷺ کو خاتم النبیین اسلئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو کمال واتمام تک پہنچا دیا۔

اس صورت میں آپ نے نبوت کو ختم کر دیا۔

(2) لسان العرب:

خَاتِمُهُمْ وَخَاتَمُهُمْ اٰخِرُهُمْ

خاتِم اور خاتَم کے معنی ہیں آخر

(3) تاج العروس:

وَمِنْ اَسْمَائِهٖ علیه السلام اَلْخَاتِمُ وَ الْخَاتَمُ وَهُوَ الَّذِیْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ بِمُجِيْئِهٖ

اور خاتِم اور خاتَم، قوم کے سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور انہیں معنوں میں ارشاد خداوندی ہے: خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، یعنی آخِرُ النَّبِيِّيْنَ

یاد رکھئے! خاتم النبیین میں جمع سالم پر الف لام آیا ہے۔ ایسا ہو تو جملہ نحویین کے نزدیک اس وقت استغراق حقیقی مراد ہوتا ہے یعنی حقیقی معنی مراد ہوگا اور کسی مجازی معنیٰ 'افضل' وغیرہ کی گنجائش نہیں۔ خاتم کا معنی آخری ہی آیت کا مفاد ہے۔

کوئی اُن کے بعد نبی ہوا؟ اُن کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا، نہیں! ان کے بعد کوئی نہیں کوئی
کوئی ایسی ذاتِ ہمہ صفت؟ کوئی ایسا نورِ ہمہ جہت
کوئی مصطفیٰ، کوئی مجتبیٰ، نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

قرآن پاک کی متعدد آیات اور لاتعداد احادیث رسول (ﷺ)، نبی کریم ﷺ کا تاجدار ختم نبوت ہونا بیان کر رہی ہیں۔ لیکن مرزا نے جانتے بوجھتے، اپنے انگریز آقاؤں کے مشن کی تکمیل کیلئے 1900ء میں عقیدہ ختم نبوت پر شبخون مارا اور دعویٰ نبوت کر دیا۔ وہ لکھتا ہے

(1) سچا خدا وہی ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء)

(2) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔(معاذ اللہ) (بدر 5 مارچ 1905ء)

مگر یہ نبوت کا دعویٰ بتدریج ہوا۔ پہلے اس نے تاثر دیا کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ پھر 1889ء میں مجدد ہونے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد 1891ء میں مسیح اور مسیح موعود ہونے کے دعوے کئے۔ بعد ازاں 1892ء میں مہدی بنا پھر ظلی و بروزی نبی، اصلی وحقیقی نبی، خاتم الانبیاء، جامع الصفات کی ''منزلیں'' طے کرتا ہوا 1905ء تک افضل الانبیاء بن چکا تھا۔(لعنت اللہ علی الکاذبین)

یہی نہیں بالآخر اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا، لکھتا ہے۔

''میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا اور میں یقین کیساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں وہی ہوں جس نے آسمان تخلیق کیا (معاذ اللہ) (آئینہ کمالات نمبر 564)

آخر مرزا سے یہ سب کچھ کیوں کرایا گیا۔ بات یہ ہے کہ انگریز مسلمانوں کے نظریۂ جہاد سے، بہت خطرہ محسوس کرتے تھے۔ انہوں نے پہلے چند ملاؤں کو خریدا اور جن کے ذریعے جہاد کے ختم ہونے کا فتویٰ دلایا۔ لیکن مسلم امہ کے سامنے ان کی پیش نہ گئی، الٹا ملاّ بدنام ہو گئے۔ اب انگریز نے سوچا کہ جہاد کا حکم ''وحی'' کے ذریعے نافذ ہوا ہے، اسے محض ''فتویٰ'' سے نہیں روکا جا سکتا لہذا ایک '' جدید نبوت'' کا سہارا ضروری ہے۔ چنانچہ تلاش بسیار اور سیالکوٹ کے ڈی سی آفس میں باقاعدہ انٹرویو کے بعد انہیں جو گویا اس دور کا سب سے بڑا ملحد، دین فروش اور مفسد و کاذب ملا، وہ مرزا قادیانی تھا جس نے انگریزوں کی ''وحی'' قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ سچ فرمایا سچے اللہ نے سچے قرآن میں

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ج۔۔۔(الانعام:۱۲۱)

ترجمہ: اور بے شک شیطان ضرور اپنے دوستوں کی طرف 'وحی' کرتے ہیں تاکہ تم سے جھگڑیں۔

انگریز کے اس پٹھو کی انگریز غلامی اور مخالفت جہاد کی روئیداد خود اسی سے سنئے:

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے مخالفتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر لکھا ہے کہ کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔'' (تریاق القلوب)

ذرا سوچئے! ان حقائق کے ہوتے ہوئے جن لوگوں نے مرزا قادیانی کی اطاعت قبول کی (یا کرتے ہیں) وہ اپنی فطرت کے اعتبار سے کس قدر گھٹیا، کم عقل اور کمینے ہوں گے۔ یہ انکی کمینگی اور گھٹیا پن نہیں تو اور کیا ہے کہ یہ جہاں بھی ہوں اور انہیں اسلام اور اہل اسلام کو نقصان پہنچانے کا جتنا بھی موقع ملے یہ پہنچاتے ہیں۔

☆...... پاکستان کی تحریک چلی تو ان کا قبلہ لندن ہی رہا اور انہوں نے مسلمانوں کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کی۔

☆...... گورداسپور ان کی ریشہ دوانیوں سے بھارت کو ملا اور یوں انہوں نے پٹھانکوٹ سے کشمیر کا راستہ بھارت کو دے دیا۔

☆...... کشمیر میں سری نگر میں اپنی خود مختار حکومت کے قیام کیلئے ہر دور میں یہ کوشش کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ کشمیر کی تحریک آزادی کو انہوں نے بہت نقصان پہنچایا ہے۔

☆...... 1948ء میں پاکستانی فوج مکمل طور پر کشمیر فتح کر لیتی اگر قادیانی، انگریز کمانڈر انچیف جنرل گریسی کے ساتھ مل کر سرکشی نہ کرتے۔

☆...... 1971ء کی جنگ میں قادیانی جنرل کی وجہ سے شکرگڑھ اور سیالکوٹ سیکٹر میں بہت سا علاقہ دشمن کے قبضے میں چلا گیا۔

☆...... 1972ء میں انکشاف ہوا کہ اسرائیلی فوج سینکڑوں قادیانیوں کو تربیت دے رہی ہے۔ اسرائیل کے ساتھ ان کے روابط کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

☆...... پاکستانی ایٹمی راز قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کے ذریعے اسرائیل اور امریکہ تک پہنچے۔

☆...... موثر منصوبہ بندی کے تحت نیز امریکہ و برطانیہ کی مکمل اشیر باد سے ملک بھر میں فوج، انتظامیہ اور مقننہ سمیت مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ان کی کھپت بڑھتی جارہی ہے۔ جہاں انہیں عام پاکستانیوں کی نسبت زیادہ مراعات ملتی ہیں۔ اگر کسی پر حرف آئے تو فوراً امریکہ یا برطانیہ سے اعلیٰ حکام کو فون آجاتا ہے کہ ''اپنا بندہ ہے کچھ نہ کہو''۔

☆...... امریکی سفارتکار اور دیگر غیر ملکی 'اعلیٰ شخصیات' وقتاً فوقتاً چناب نگر کا دورہ کرتی رہتی ہیں جہاں اس گروہِ قادیاں کو بھاری 'نذرانے' اور دیگر مراعات عطا کی جاتی ہیں۔

☆...... انٹرنیٹ اور دیگر مواصلات کے ذریعے اپنے مذہب کا پرچار زور وشور سے کر رہے ہیں۔

☆...... دنیا بھر کی زبانوں میں قرآن پاک کے قادیانی ایڈیشن عام کئے جارہے ہیں۔

☆...... نبی پاک ﷺ، اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر مقدس شخصیات کے بارے میں ناپاک ترین الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ہرزہ سرائی میں اس قدر زیادتی کرتے ہیں کہ زبان وقلم اس کے بیان سے عاجز ہیں اور ایک غیرت مند مسلمان اس کو برداشت کرہی نہیں سکتا۔

تازہ ترین رپورٹ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ ملک بھر بالخصوص جنوبی پنجاب میں قادیانیوں نے اپنی سرگرمیاں خاصی تیز کردی ہیں اور اپنے مذہب کا کھلم کھلا پرچار کررہے ہیں۔ ان علاقوں میں آباد مسلمان گھرانے اپنی معاشی مجبوریوں سے عاجز آچکے ہیں۔ قادیانی کثیر رقم دے کر ان کو مرتد بنارہے ہیں۔ یہ غریب نادار طالب علموں اور مریضوں سے تعلقات استوار کرتے ہیں، انہیں مفت تعلیم دیتے ہیں، مفت ادویات اور آپریشن کی سہولتیں فراہم کرتے ہیں اور انسانیت کی خدمت کی آڑ میں عیسائیوں کی طرح اپنے مذہب کو فروغ دینے کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ پاکستان کے خلاف جاسوسی بھی کرتے ہیں۔ بڑے شہروں اور ان سے ملحقہ دیہی علاقوں میں مرکز قائم کرکے ڈش انٹینا کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا کرانہیں دعوت مرزائیت دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں تحریص دلاکر چناب نگر جوان کا ہیڈکوارٹر ہے، لے جاتے ہیں۔ باقاعدہ تنخواہ دار قادیانی مبلغ منگوا کر مختلف علاقوں میں جاہل اوران پڑھ مسلمانوں کو اپنے دین سے ورغلانے کا کام انجام دے رہے ہیں۔ ملتان جو ہمارے وزیر اعظم صاحب کا شہر ہے، یہاں انہوں نے کئی مقامات پر اپنے مرکز قائم کرکے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کیلئے عملدرآمد شروع کررکھا ہے۔ ان علاقوں میں شاہ رکن عالم کالونی، کینٹ، گلگشت کالونی اور پل موج دریا جیسے علاقے شامل ہیں۔ یہاں جمعہ کے روز اجتماعات بھی ہوتے ہیں اور ہفتہ میں ایک بار رات کے وقت قادیانیوں کا اجتماع بھی ہوتا ہے۔ انہوں نے شہر کے مختلف علاقوں میں کوٹھیاں کرایہ پر لے کر ''مساجد'' کا درجہ دے رکھا ہے۔ ان عمارات میں قرآنی آیات اور مرزا طاہر ملعون کی قد آور تصاویر لگی ہیں، ظفروال، قلعہ، نارووال، شیخوپورہ، لاہور، کراچی، راولپنڈی، اسلام آباد سمیت متعدد علاقہ جات میں ان کی کارروائیاں عروج پر ہیں۔

ایک اطلاع کے مطابق قادیانی، علماء، عدلیہ اور پارلیمنٹ کی جانب سے غیر مسلم قرار پانے کے باوجود نہ صرف اب تک خود کو مسلمان کہنے پر مصر ہیں بلکہ اب انہوں نے پاکستان کے وجود کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کردیا ہے۔ تحریک احمدیہ نے اپنی ویب سائٹ میں شامل نقشے میں صوبہ

پنجاب کے علاقوں سرگودھا، لالیاں، مڈھ رانجھا، پنڈی بھٹیاں، چنیوٹ اور چناب نگر کو ہندوستان کا حصہ دکھایا ہے۔ویب سائٹ پر کلمہ طیبہ اور پاکستان کے شہروں کو ہندوستان کا حصہ دکھانے کی خبریں عام ہوئیں تو قادیانیوں نے انتہائی چالاکی سے اس نقشے کو غائب کر کے ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

قادیانی دعویٰ کرتے ہیں کہ ایشیا، آسٹریلیا، امریکہ، افریقہ اور یورپ کے 154 ممالک میں تحریک احمدیہ کی شاخیں قائم ہو چکیں ہیں اور مرزائیوں کی تعداد ایک کروڑ سے زائد ہو چکی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اگست 1996ء سے جولائی 1997ء تک 30 لاکھ افراد کو قادیانی بنادیا گیا تھا۔ اور تحریک نے 27 شہروں میں 26 لاکھ ڈالر خرچ کر کے ''مساجد'' تعمیر کرائی ہیں۔

یاد رہے کہ صوبائی اسمبلی کی منظوری کے بعد پنجاب حکومت نے ربوہ کا نام تبدیل کر کے چناب نگر رکھ دیا تھا لیکن یہ اب بھی ویب سائٹ پر ربوہ ہی لکھتے ہیں جبکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کی رو سے انہیں اسکی اجازت نہیں۔

ذرا سوچئے! کیسی خطرناک صورتحال ہے۔سب سے بڑی ذمہ داری حاکمان وقت بالخصوص صدر مملکت اور وزیر اعظم پہ عائد ہوتی ہے اور شاید سب سے زیادہ اس سے لاتعلق اور بے فکر بھی وہی ہیں۔انہیں فکر ہے تو بس اپنی اپنی کرسیوں کی۔اگر حاکمان وقت کو اپنی اپنی کرسی کی فکر ہے تو غلامان رسول کو اپنے آقا کی عزت کی فکر۔صدر بدل سکتے ہیں، وزیر بدل سکتے ہیں مگر پیغمبر ﷺ نہیں بدل سکتے۔ان کی حکومت ہمیشہ کی ہے۔

آج ہم نسبتِ صحابہ کے دعوے دار ہیں اور بڑے فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام بھی کلمہ طیبہ پڑھتے تھے......اور ہم بھی پڑھتے ہیں، صحابہ کرام بھی رسول اللہ ﷺ کے امتی تھے......ہم بھی ہیں، صحابہ کرام بھی عقیدہ ختم نبوت پر پکا یقین رکھتے تھے......ہم بھی رکھتے ہیں لیکن یہ بھی تو دیکھیں کہ صحابہ کرام کی ختم نبوت کے ڈاکوؤں سے جنگ تھی......کہیں ہم ختم نبوت کے ڈاکوؤں سے دوستی تو نہیں رکھتے۔ان کا عقیدہ ختم نبوت پر سب کچھ قربان تھا......کہیں ہمارا ختم نبوت کے باغیوں کے ساتھ کاروبار تو نہیں۔انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و حرمت پر اپنا گوشت اور لہو تک قربان کر دیا......ہم کہیں ان کے ساتھ راہ و رسم تو نہیں رکھے ہوئے......اگر ایسا ہے تو کیا یہ قول و فعل میں خوفناک تضاد نہیں؟......کہیں ایسا تو نہیں کہ رسول پاک ﷺ کے امتی ہونے کا ہمارا اعلان صرف نوک زبان تک ہے؟......کہیں عقیدہ ختم نبوت پر ایمان کا اعلان محض فضا میں الفاظ باری تو نہیں؟......کہیں عشق رسول کا دعویٰ محض سخن طرازی تو نہیں؟

آیئے! اپنا محاسبہ کریں، اپنے اپنے جسم میں محبت رسول کو بساتے ہیں زبانی جمع خرچ کی بجائے عملی کاوشوں سے مرزائیت کا سدباب کرتے ہیں۔اپنے حصے کا اسلام کا چراغ روشن کرتے ہیں۔اپنے مکانوں میں......اپنی گلیوں میں......اپنی بستیوں میں......اپنے قصبات میں......اپنے شہروں میں اور اپنے ملک میں......تاکہ قادیانیت کے اندھیروں میں کسی کا ایمان لٹ نہ سکے......کوئی مرتد نہ ہو جائے......کسی کا ناطہ رسول کائنات ﷺ سے کٹ نہ جائے......ورنہ کل ہمیں اللہ کے حضور لٹنے والوں کے ایمان کا حساب دینا ہوگا۔

لحد میں عشق رخ شاہ ﷺ کا داغ لے کر چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کر چلے

......☆☆☆......

روزہ و عید

(یعنی صبر وشکر کی عملی تربیت)

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان کی عظمت: انسان کی عظمت کو جانچنے کے جتنے بھی پیمانے تصور میں آسکتے ہیں۔ان میں دو بہت اہم اور فیصلہ کن ہیں۔

۱: ایک یہ کہ مصیبت کے وقت اس کا طرز عمل کیا ہوتا ہے اور مشکلات زندگی کو کس حد تک برداشت کرتا ہے۔

۲: اور دوسرا یہ کہ خوشی اور خوشحالی وکامیابی کے موقع پر وہ کیا کرتا ہے (اور کیا سوچتا ہے)

اگر ایک انسان مصیبت آنے پر سخت بددل و مایوس ہوجاتا ہے۔گھبراہٹ کے وقت ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے۔خودکشی کر لیتا ہے۔یا کسی اور کو مار دیتا ہے۔مشکل کو سامنے دیکھ کر اس کا مقابلہ کرنے کی بجائے پوری طرح ہمت ہار بیٹھتا ہے۔دشمن نظر آئے تو اس کے ہاتھ پاؤں شل ہو جاتے ہیں۔ایسے آدمی کے پست حوصلہ ہونے میں کیا شک ہے۔یہ شخص کسی طرح بھی ملک وملت بلکہ انسانیت کے لیے قابل فخر نہیں۔

یونہی وہ شخص جو مال و دولت کی کثرت سے مغرور و تکبر ہو جاتا ہے۔اور دوسرے انسانوں کو نہایت گھٹیا خیال کرتا ہے۔جسے خوشحالی میں سوا عیاشی کے کوئی کام نہیں ہوتا اور دنیا میں اس حد تک گم ہو جاتا ہے۔کی اپنی عاقبت کی پروا بھی نہیں کرتا برسر اقتدار آتا ہے۔تو فرعون بن کر خدائی کے دعوے کرنے لگتا ہے۔ایسا آدمی بھی حقیقت میں پست ہمت اور کم حوصلہ ہے۔انسانیت کے لیے یہ پہلے شخص سے بھی زیادہ نقصان دہ اور باعث عار ہے۔

مومن کی شان: سچے دل سے خدا اور رسول خدا ﷺ کو ماننے والا کبھی مصیبت اور تلخی وترشی میں مایوس نہیں ہوتا اور کبھی امن وسکون اور خوشحالی و بلند اقبالی میں مغرور نہیں ہوتا۔مصیبت میں اس کے مایوس نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی قدرت و کبریائی پر ایمان رکھتا ہے۔عقیدہ توحید اسے خدا کی رحمت سے ناامید ہونے دیتا ہی نہیں۔پھر یہ امید غم کے طوفاں سے اس کا بیڑا پار کر دیتی ہے۔وہ جانتا ہے کہ کارساز حقیقی کی تقدیر سے ہی یہ حالات پیدا ہوئے ہیں اور وہ انہیں بدلنے پر بھی قادر ہے نیز خدا کو حاکم وحکیم مان کر اسے تقدیر کے ہر کام میں حکمت و مصلحت دکھائی دیتی ہے لہذا راضی برضا رہتا ہے۔پھر عقیدہ و رسالت بھی اس کی خوب رہبری اور دلنوازی کرتا ہے۔حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی سیرت مقدسہ اس سلسلے میں بھی انسان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔بعث کے بعد کفار مکہ نے خدا کے سب سے بڑے محبوب ومطلوب جس کے لئے ساری دنیا بنائی گئی ہے (ﷺ) سے کیا کیا بدسلوکی نہ کی،اور کیا کیا اذیت نہیں دی مگر اللہ اکبر،کسی ایک موقعے پر بھی نہ پائے اقدس میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی اور نہ جبین

مقدس پر بل آیا۔ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بھی پریشان ہو گئے اور تلخی حالات سے گھبرا گئے تو بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں دعا کے لئے التجا کرنے لگے۔ارشاد ہوا۔

تم سے پہلے اہل حق میں سے آدمی کو پکڑ کر اس کے لئے زمین میں گڑھا کھودتے،اسے اس میں کھڑا کر کے آرا لاتے اور اس کے سر پر چلاتے وہ دو ٹکرے ہو جاتا۔نیز آہنی کنگھیاں اس کے گوشت اور ہڈیوں میں پھیرتے لیکن یہ اس کو دین سے نہ روک سکتی۔ (ریاض الصالحین)

توحید و رسالت پر صدق دل سے یقین رکھنے والا دولت و طاقت کے نشے سے بھی محفوظ رہتا ہے۔وجہ یہ ہے کہ اس کے نزدیک بڑی سے بڑی نعمت بھی اصل میں خدا کی دی ہوئی ہوتی ہے۔نیز عارضی ہے اور آزمائش و امتحان کے لئے۔لہٰذا اس کی بندگی کا تقاضا یہی ہے کہ مغرور ہونے کی بجائے نعمت دینے والے کا شکر گزار بنا رہے۔پھر حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا اسوہ حسنہ عملی طور پر اسے بے قابو نہیں ہونے دیتا۔ساری کائنات کی عظمتیں لے کر بھی حضور پر نور ﷺ نے سب سے زیادہ تواضع اختیار فرمائی اور بات بات پر اپنے رب کا شکر ادا کیا۔اگر حمد سب سے بڑا شکر ہے جیسا کہ حدیث پاک کے الفاظ سے ظاہر ہے۔**الحمد راس الشکر** (مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح)

تو حضور اکرم ﷺ کے اسم گرامی ''احمد'' کا معنی ہی یہ ہوا کہ وہ ذات پاک جس نے اپنے رب کا سب سے بڑا شکر سب سے زیادہ ادا کیا۔چنانچہ فتح مکہ کے دوران بھی حضور خواجہ کونین فاتحانہ شان سے جب مکہ معظمہ میں داخل ہو رہے تھے تو انکسار و تواضع کی بنا پر سرانور خالق کائنات کی بارگاہ میں اس قدر جھکا ہوا تھا کہ ریش مبارک ناقہ کے کجاوے کو چھو رہی تھی۔حضور نہایت خوش الحانی سے سورۃ الفتح کی تلاوت فرما رہے تھے اور پیچھے حضرت زید بن حارثہ کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سوار تھے۔

غرض صبر اور شکر اسلامی عظمت کردار کے دو عظیم عنوان ہیں۔حضور پر نور ﷺ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

''مومن کی عجیب شان ہے۔اس کے ہر کام میں بہتری ہوتی ہے اور یہ بات مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔اچھا وقت آئے تو شکر ادا کرتا ہے اور اس میں بھی اس کا بھلا ہوتا ہے،اگر سخت وقت آئے تو صبر کرتا ہے تو اس میں بھی اس کا بھلا ہوتا ہے۔(مسلم شریف)

صبر کے فضائل:

۱۔ بے حساب اجر،چنانچہ قرآن پاک میں ہے

انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب(الزمر)

ترجمہ: بے شک صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا۔

۲۔ اللہ کا ساتھ،قرآن پاک میں ہے۔

ان اللہ مع الصبرین (البقرہ)

ترجمہ: بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

۳۔ الصبر ضیاء (مسلم شریف)

ترجمہ: صبر روشنی ہے۔

۴۔ ماا عطی احد عطاء خیرا واوسع من الصبر (متفق علیہ)

ترجمہ: صبر سے بہتر اور وسعت و برکت والی کوئی شے کسی کو عطا نہیں کی گئی۔

روزے کی فرضیت کا اہم مقصد بھی صبر کی تربیت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں فرمایا گیا:

هو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنته

ترجمہ: وہ (یعنی رمضان) صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔

صبر ہر تلخی مین اپنے جذبات پر قابو رکھنے، خدا اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹ جانے۔ راہ حق میں آنے والی ہر مصیبت کو برداشت کرنے، کسی بھی آفت میں خدا سے لو لگائے رکھنے کا نام ہے تو یقیناً روزہ اگر پورے آداب کے ساتھ رکھا جائے تو مرد مومن کے انہیں اوصاف کو پروان چڑھاتا ہے۔

شکر کے فضائل:

۱۔ نعمت زیادہ ہو، قرآن پاک فرماتا ہے،

لئن شکرتم لازیدنکم

۲۔ عذاب سے حفاظت۔ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے اہل بیت عذاب خداوندی سے محفوظ رہے، خدا تعالیٰ یہ واقعہ بیان کر کے فرماتا ہے۔

كذالك نجزى من شكر

ترجمہ: اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں اس کو جو شکر ادا کرے۔

۳۔ روزے کا ثواب، حدیث پاک میں ہے۔

"کھا کر شکر ادا کرنے والے کیلئے ایسا ہی اجر ہے جیسا صابر روزہ دار کیلئے (الجامع الصغیر۔ سیوطی)

شکر کی عملی تربیت دینے کیلئے مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ دو عیدیں بھی عطا ہوئیں۔

۱۔ عیدالفطر

۲۔ عید الضحیٰ (یعنی قربانی)

ان دونوں میں خداوند کریم کے انعام واحسان کے اظہار کا حکم دیا گیا ہے۔سب کچھ ہوتے ہوئے بھی انسان کے لباس وغیرہ سے غربت و افلاس ہی ظاہر ہوتا ہوتو یہ بھی شکر کے خلاف ہے۔چنانچہ ایک دفعہ ایک صحابیؓ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پھٹا پرانا لباس پہنے حاضر ہوئے۔سرکار ابد قرار ﷺ نے پوچھا، کیا تم کچھ مال بھی رکھتے ہو؟ عرض کیا، ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیڑ بکریاں اور اونٹ سب کچھ دیا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا تو ان کا اظہار کرو۔اسی طرح ایک صحابی رضی اللہ عنہ کافی غیر حاضری کے بعد تشریف لائے۔چہرے سے کمزروری کے آثار ظاہر تھے۔حضور پر نور ﷺ نے پوچھا،تم بہت خوش شکل تھے،اب وہ صورت کیا ہوئی۔عرض کیا جناب (نفلی) روزوں نے یہ حال کر دیا ہے۔فرمایا،تم پر اپنی جان کا بھی حق ہے۔اس کو پوری طرح ادا کرو۔

اسلام کی حقیقت:

حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام خدا کی بخشی ہوئی نعمتوں سے منہ پھیرنے اور دنیا سے پوری طرح بائیکاٹ کرنے کا نام نہیں اس کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ بندہ اپنے مالک کو ہر حال میں مالک سمجھے اور اس کی فرمانبرداری سے کبھی فارغ و بے نیاز نہ ہو۔وہ کھلائے تو کھالے، پلائے تو پی لے، جگائے تو جاگ لے اور سلائے تو سو جائے۔رمضان شریف میں دن کے وقت کھانے پینے سے منع فرماتا ہے تو رک جائے اور سحری وافطاری کا حکم دیتا ہے تو کھا پی لے۔پھر اس فرمانبرداری کو بھی اپنی بہادری نہ سمجھے بلکہ اسی کا فضل اور اسی کی توفیق یقین کرے رمضان شریف میں اسکے احکام کی پابندی کی تو فرمایا اب خوشی منالو۔یہ خوشی کا ہے،اس امتحان میں کامیاب ہونے کی۔لہذا غسل کرو نئے پاک صاف، دھلے ہوئے کپڑے پہنو، خوشبو لگاؤ، ایک دوسرے کو مبارکباد دو۔مگر کسی لمحے یہ بات ذہن سے نہ اترے کہ رمضان شریف اور اس کے متعلقات، پھر ان کے احترام کی سعادت، پھر یہ عید سعید سن اسی پاک ذات کی بخشی ہوئی ہیں لہذا عید گاہ کو آتے جاتے اس کی تکبیریں پڑھتے جاؤ۔اس کی حمد کے ترانے گاتے جاؤ اور اس کا شکر ادا کرتے جاتے اس کی تکبیریں پڑھتے جاؤ،اس کی حمد کے ترانے گاتے جاؤ اور اس کا شکر ادا کرتے رہو۔ادھر تم بندگی کا اظہار کرو،ادھر اس کی بخشش کا انداز دیکھو،حدیث پاک میں ہے۔

پھر جب ان (مسلمانوں) کی عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ اپنے بندوں پر فرشتوں کے سامنے فرماتا ہے اور فرماتا ہے،اے فرشتو! اس مزدور کی کیا اجرت ہے جو اپنا کام پورا کر دے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں،اے ہمارے رب! اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کا معاوضہ بھی پورا پورا دیا جائے۔رب فرماتا ہے،اے میرے فرشتو! میرے غلاموں اور میری کنیزوں نے فرض ادا کر دیا۔پھر وہ (غلام) گھروں سے دعا کیلئے عید گاہ کی طرف نکلے۔قسم ہے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنے کرم، اپنی عظمت اور اپنی بلندی منزلت کی، میں ان کی دعائیں ضرور قبول فرماؤں گا۔پھر رب (بندوں سے) فرماتا ہے لوٹ جاؤ! میں نے تم کو بخش دیا ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدل کر دیا ہے رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں۔چنانچہ مسلمان اپنی بخشش کرا کے (گھر) واپس آتے ہیں۔(مشکوۃ شریف)

یہ بخشش سب عید پڑھنے والوں کیلئے ہے کیونکہ عید بھی ایک دو فرد کی نہیں ساری ملت کی ہے۔ مگر یہ کس بنا پر؟ فــدادوا فــریـضتــی (ارشاد ربانی کے مطابق، انہوں نے میرا عائد کردہ فرض پورا کیا ہے) یہ فرض (روزہ) جب تک صدقہ فطرادا نہ کیا جائے، زمین وآسمان کے درمیان لٹکا رہتا ہے (دیلمی، خطیب، ابن عساکر) ابوداؤد شریف کی ایک حدیث پاک کے مطابق، صدقہ فطر روزوں کو بیہودہ اور لغو کلام سے پاک کرنے نیز غریبوں کو کھلانے کیلئے واجب ہوا ہے۔ جب تک ملت کے غریب غرباء کا حق ادا نہ کیا جائے اور انہیں اپنی خوشیوں میں شامل نہ کیا جائے، عید کا اصل مقصد پورا نہیں ہوگا۔

ہمارے دور کی عیدیں:

ازحد افسوس کی بات ہے کہ ملت اپنے بنیادی تصورات سے غافل اور دور ہوتی جارہی ہے۔ عید یقیناً خوشی منانے کا دن ہے مگر اسکے ساتھ ساتھ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ یہ خوشی تقوی کے امتحان میں کامیاب ہونے کی بنا پر عطا ہوئی ہے لہذا اس خوشی میں بھی تقوی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہئے۔ عیاشی فحاشی کی یہاں کسی حال میں بھی گنجائش نہیں خوشی کے دن تو اور بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے تاکہ خدانخواستہ کہیں یہ خوشی خدا کے غضب وقہر کے نزول کا باعث نہ بن جائے اور ہمارا طرزشکر کہیں ازدیاد نعمت کی بجائے زوال نعمت کا سبب نہ بن جائے، ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ امتحان ''صبر'' میں کامیابی کے بعد امتحان ''شکر'' میں بھی کامیاب ہوں اور یوں عیدوں کا سلسلہ جاری رہے۔

ناچ گانے، کھیل، تماشے اور لغو بیہودہ حرکات اسلامی مزاج سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتیں۔ یہ سب کفری تہذیب کے شعائر ہیں۔ آج جب کہ امریکہ پاکستان کے اسلامی تشخص کو (معاذ اللہ) ختم کرنے پر تلا ہوا ہے، کتنے دکھ کی بات ہے، ہم بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر اس کی ناپاک خواہشوں کے مطابق عمل کر کے خود کو ذبح کئے جارہے ہیں یاد رکھیں، پاکستان کا قیام دین اسلام کے نام پر ہوا۔ اس کی بقا بھی اس پر منحصر ہے۔

ہمارا خدا اور ہمارے نبی رحمت ﷺ ہم سے راضی ہیں تو ہماری عید ہے اور وہ معاذ اللہ ناراض ہو جائیں تو تو کوئی پناہ نہیں، کہیں پناہ نہیں۔

پانچ عیدیں: عید کے اسلامی تصور کو خوب واضح کرنے کیلئے لیجئے حضرت انس بن مالکؓ کا ارشاد سنئے۔ آپ فرماتے ہیں۔

''مومن کیلئے پانچ عیدیں ہیں۔

اول۔ ہر وہ دن جب اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہ لکھا جائے

دوم۔ وہ دن جب دنیا سے ایمان وشہادت کیساتھ مکر شیطان سے محفوظ ہو کر جائے گا۔

سوم۔ وہ دن جب پل صراط عبور کر کے قیامت کی ہولناکیوں، دشمنوں اور دوزخ کے نگہبانوں سے بچ نکلے گا۔

چہارم۔ وہ دن جب جنت میں داخل ہوگا اور جہنم کے خطرے سے آزاد ہو جائے گا۔

پنجم۔ وہ دن جب اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوگا۔ خداوند کریم اپنے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے طفیل ہمیں سچی ''عید'' عطا فرمائے۔

آخری عشرہ کے معمولات

اعتکاف کی فضیلت

﴿علامہ حافظ نصر اللہ آسوی صاحب﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِي رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ﴾ جس نے رمضان میں دس دن اعتکاف کیا تو اسے دو حج اور دو عمروں کا اجر ملے گا۔ (بیہقی شریف ترغیب حدیث ۱۶۰۸)

دس سال کے اعتکاف سے بہتر عمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے چلا اور اس کی حاجت پوری کردے تو وہ اس کے لئے دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل کردے گا جو زمین و آسمان سے زیادہ چوڑی ہوں گی۔ (طبرانی، ترغیب ۱۶۰۹)

اس سے نفلی اعتکاف کی فضیلت ثابت ہوئی اور دوسرے اس سے خدمت خلق اور مخلوق کی حاجت روائی کی فضیلت ثابت ہوئی کہ کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا نفلی عبادت سے بھی بہتر ہے لیکن آج لوگ عبادت پر زور دینگے نفل پر نفل عمرہ پر عمرہ لیکن کسی غریب کی مدد کرنے کے لئے تیار نہیں غریب کی مدد تو درکنار غریب کا خون چوستے ہیں دیکھو لو کوئی کام بھی بغیر رشوت نہیں ہوتا یہ ظالم کس چیز کی رشوت لے رہا ہے کیا وہ حکومت سے تنخواہ نہیں لیتا لوگوں کا ہر کام بغیر کسی عوض کے کرنا اس کے فرائض میں شامل نہیں اور پھر اسی رشوت کے مال سے حج اور عمرہ کرنے جارہا ہے کیا نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ہر مسلمان کا مال اور عزت آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ حالانکہ انسان حلال کے مال سے کسی کی حاجت پوری کرکے حج کئے بغیر بھی حج کا ثواب حاصل کرسکتا ہے۔ (۸۶۸۲)

مسجد نبوی میں ایک ماہ کے اعتکاف سے بہتر عمل:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے چلوں تو یہ بات مجھے مسجد مدینہ میں ایک ماہ اعتکاف کرنے سے زیادہ پیاری ہے۔ (ترغیب حدیث ۳۸۸۳)

حاجت روائی کرنے والے بغیر حساب جنت میں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت کے لئے چلا تو اللہ تعالیٰ اس کے واپس آنے تک ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھتا ہے اور ستر گناہ مٹاتا ہے اور اگر اس ہاتھ پر ضرورت مند کی ضرورت پوری ہوگئی تو وہ گناہوں سے ایسے پاک

صاف ہوجائے گا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو اور اگر وہ اس دوران مرگیا تو بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔ (ترغیب حدیث ۳۸۷۲)

اگر کوئی آدمی کسی بڑے افسر کے پاس آئے کہ مجھے ملازمت دلوادو تو اگر افسر اس کے لئے کوشش کرتا ہے تو اس کے حج اور عمرہ کا ثواب اور وہ گناہوں سے پاک صاف ہوجائے گا اور اگر وہ اسی دوران فوت ہوجائے تو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوگا اسی اگر کوئی کسی کو قرض حسنہ دے یا کسی کے بیٹے یا بیٹی کا رشتہ کرادے تو وہ بھی اسی حدیث کا مصداق ہوگا یا کوئی صاحب لوگوں کو تبلیغ کریں کہ اپنے بیٹوں کا رشتہ کرتے وقت جہیز کا مطالبہ نہ کیا کریں مطالبہ کر کے جہیز لینا حرام ہے اس سے زمین میں فساد پھیلتا ہے رشوت اور زنا کاری عام ہوتی ہے تو یہ تبلیغ کرنے والے بھی اس اجر کے مستحق ٹھہریں گے انشاء اللہ۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ مخلوق بھی مخلوق کی حاجت روا اور مشکل کشا ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ حقیقی حاجت روا مشکل کشا ہے اور بندہ اس کی عطا سے بلکہ اللہ اسی کی مدد فرماتا ہے جو اس کے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے: ﴿وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ ما كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ اَخِيْهِ﴾ اللہ اپنے بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ (مسلم)

معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے معتکف کے بارے میں فرمایا: کہ اعتکاف گناہوں سے باز رکھتا ہے اور معتکف کو تمام نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے تمام نیکیاں کرنے والے کی طرح۔ (ابن ماجہ)

یعنی اعتکاف کا فوری فائدہ تو یہ ہے کہ یہ معتکف کو گناہوں سے باز رکھتا ہے کیونکہ اکثر گناہ غیبت جھوٹ چغلی وغیرہ لوگوں سے اختلاط کے باعث ہوتے ہیں اور معتکف گوشہ نشیں ہے اور جو اس سے ملنے آتا ہے وہ بھی مسجد و اعتکاف کا لحاظ رکھتے ہوئے بُری باتیں کرتا ہے نہ کراتا ہے اور معتکف اعتکاف کی وجہ سے جن نیکیوں سے محروم ہوگیا جیسے زیارت قبور، مسلمانوں سے ملاقات ، بیمار کی مزاج پرسی اور نماز جنازہ میں حاضری وغیرہ اسے ان سب نیکیوں کا ثواب اسی طرح ملتا ہے جیسے یہ کام کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے، انشاء اللہ غازی، حاجی اور طالب علم دین کا بھی یہی حال ہے۔ (مراۃ جلد ۳ ص ۲۱۷)

اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے انہیں وفات دی۔ (بخاری و مسلم) اس ہمیشگی سے معلوم ہوا کہ اعتکاف سنت موکدہ ہے اور چونکہ حضور ﷺ نے اس کا حکم امت کو صراحۃً نہ دیا بلکہ رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اعتکاف واجب نہیں کیونکہ وجوب کے لئے حکم دینا ضروری ہے۔ لہذا یہ حدیث احناف کی دلیل ہے کہ رمضان کا اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے پھر سارے مدینے میں حضور ﷺ اور بعض صحابہ ہی اعتکاف کرتے تھے سب مسلمان نہ کرتے تھے۔ اعتکاف کا سنت موکدہ علی الکفایہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر علاقہ بھر سے چند افراد یہ اعتکاف کرلیں تو سب کی جانب سے ادا ہوگیا، ورنہ تمام اہل علاقہ گنہگار ہونگے۔

مسائل اعتکاف:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں معتکف کے لئے سنت یہ ہے کہ نہ تو بیمار کی مزاج پرسی کرے اور نہ جنازے ہی کو جائے نہ

عورت کو ہاتھ لگائے نہ اسے چھوئے نہ کسی کام کو جائے سوائے ضروری کام کے بغیر روزہ کے اعتکاف نہیں ہوتا اور صرف جامع مسجد میں ہی اعتکاف کرے۔(ابوداود)

جامع مسجد سے مراد جماعت والی مسجد ہے جہاں مؤذن اور امام مقرر ہو اور نماز پنجگانہ با جماعت ہوتی ہو۔یعنی معتکف کو اندرونِ مسجد رہنا چاہئے بلاضرورت وضو اور غسل کی جگہ بھی نہ جائے اگر چہ یہ جگہ مسجد کی حدود میں ہوتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ نفلی غسل اور گرمی کے غسل کے لئے بھی مسجد سے نکلنا جائز نہیں صرف پیشاب پاخانہ یا غسل جنابت کے لئے نکل سکتا ہے حتیٰ کہ جس پر جمعہ فرض نہیں جیسے عورت یا دیہاتی وہ نماز جمعہ کے لئے مسجد سے نہیں جاسکتے۔(مراۃ شرح مشکاۃ جلد۳ص۲۳۱ از مفتی احمد یار خاں)

اعتکاف کی حکمت:

اعتکاف میں بندہ اللہ کے گھر کا مجاور بن کر اس کا قرب حاصل کرتا ہے دنیا کی مصروفیات اور آسائشوں سے کنارہ کش ہوتا ہے،اور دنیاوی لذتوں کو چھوڑ کر عبادت کی مشقتوں کو اختیار کرتا ہے،اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کے لئے اس کے گھر میں ڈیرہ ڈال کر بیٹھ جاتا ہے حضرت عطا خراسانی کہتے ہیں کہ اعتکاف کرنے والا اس شخص کی مثل ہے جو کسی سخی داتا سے بھیک لینے کے لئے اس کے دروازے پر دھرنا دیکر بیٹھ جائے کہ جب تک داتا مجھے بھیک نہیں دے گا میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا،اسی طرح جو شخص مسجد میں اعتکاف کرتا ہے گویا وہ شخص اللہ کے گھر کی چوکھٹ تھام کر بیٹھ گیا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک تو مجھے بخش نہیں دے گا میں تیرے دروازے سے نہیں اٹھوں گا۔

س اعتکاف کا لغوی اور اصلاحی معنیٰ بیان کریں؟

ج اعتکاف کا لغت میں معنی ہے ٹھہرنا،اور اصطلاح شرع میں اس کا معنی ہے مسجد میں رہنا،روزہ سے رہنا،جماع کو بالکل ترک کرنا اور اللہ عزوجل سے تقرب کی نیت کرنا،اور جب تک یہ معانی پائے نہ جائیں شرعاً اعتکاف متحقق نہیں ہوگا،لیکن مسجد میں رہنے کی شرط صرف مردوں کے اعتبار سے ہے،عورتوں کے لئے یہ شرط نہیں ہے،ہر مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے،البتہ بعض فقہاء نے جامع مسجد کی شرط لگائی ہے۔(احکام القرآن از علامہ ابوبکر جصاص حنفی)

س اعتکاف کی کتنی اقسام ہیں؟

ج اعتکاف کی تین قسمیں ہیں،واجب:یہ وہ اعتکاف ہے جس کی نذر مانی جائے،سنت مؤکدہ رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف اور نفل،جو اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اس کی بھی وہی شرائط ہیں جو اعتکاف واجب کی ہے۔

س اعتکاف کی شرائط کتنی ہیں؟

ج اعتکاف کی چھ شرائط ہیں(۱)اعتکاف کی نیت کرنا(۲)جس مسجد میں اذان اور اقامت ہو اور باجماعت نماز ہو،اس میں اعتکاف کیا جائے (۳)اعتکاف واجب میں روزہ شرط ہے،اعتکاف نفل میں روزہ شرط نہیں اور نہ اس میں وقت کی تحدید ہے(۴)اسلام(۵)عقل(۶)جنابت،حیض اور نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے،بالغ ہونا اعتکاف کے لئے شرط نہیں ہے اور نہ آزاد ہونا اور مرد ہونا شرط ہے۔عورتیں گھر میں نماز کی جگہ

کو اعتکاف کے لئے مخصوص کرلیں اور اس جگہ بیٹھیں۔

س اعتکاف کے آداب بیان کریں

ج معتکف اچھی بات کے سوا اور کوئی بات نہ کرے، رمضان کے دس دن اعتکاف کرے، سب سے افضل مسجد میں اعتکاف کرے، مثلاً مسجد حرام، مسجد نبوی اور جامع مسجد، قرآن کی تلاوت کرے اور حدیث وفقہ کی کتابیں پڑھنے میں مشغول رہے، نبی ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت اور حکایات صالحین کے پڑھنے میں منہمک رہے اللہ عزوجل کا ذکر کرے، استغفار کرے، درود شریف پڑھے، زندگی کی قضا نمازیں اور نوافل پڑھے، جن باتوں میں گناہ نہ ہو ان باتوں کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اعتکاف کرنے والا خود کو دنیا کے مشاغل سے الگ کرکے بالکلیہ عبادت الٰہی کے سپرد کر دیتا ہے اور اعتکاف کے ایام بندہ فرشتوں کے مشابہ ہو جاتا ہے، جو اللہ کی بالکل معصیت نہیں کرتے، اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور دن رات اس کی تسبیح کرنے میں مشغول رہتے ہیں، نمازی نماز پڑھ کر مسجد سے چلے جاتے ہیں لیکن معتکف اللہ کے گھر کو نہیں چھوڑتا اور وہیں دھرنا مار کر بیٹھا رہتا ہے، سو اس کے لئے اللہ کی عطا اور نوال زیادہ متوقع ہے۔

س اعتکاف کے مفسدات کیا ہیں؟

ج بلا عذر شرعی مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، بول و براز اور وضو کے لئے جانا اور جمعہ پڑھنے کے لئے جانا عذر شرعی ہیں، کھانے پینے اور سونے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں ہے، جان اور مال کو بچانے کے لئے مسجد سے جانا جائز ہے، مریض کی عیادت کے لئے نہ جائے، نماز جنازہ پڑھنے کے لئے مسجد سے باہر گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا، مسجد سے سر باہر نکالنا تاکہ اس کے گھر والے سر دھودیں جائز ہے (ٹھنڈک حاصل کرنے یا صفائی حاصل کرنے کے لئے مسجد سے غسل کرنے کے لئے جانا جائز نہیں ہے البتہ غسل جنابت کے لئے جانا جائز ہے) جماع کرنا، بوسہ لینا، لمس اور معانقہ کرنا یہ تمام امور ناجائز ہیں اور اعتکاف کے لئے مفسد ہیں، بے ہوش ہونے یا جنون سے بھی اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

اعتکاف کے بعض ضروری مسائل:

اعتکاف میں عبادت سمجھ کر خاموش رہنا منع ہے۔ لیکن زبان کے گناہوں سے بچنے کے لئے خاموش رہنا عظیم عبادت ہے۔ جو چیز اعتکاف میں اعتکاف کی وجہ سے منع ہے مثلاً جماع اور مسجد سے نکلنا اس میں عمداً اور نسیان میں فرق نہیں ہے اور جو چیز اعتکاف میں روزے کی وجہ سے منع ہے، مثلاً کھانا پینا ان میں عمداً ارتکاب کی وجہ سے اعتکاف فاسد ہوگا اور نسیاناً نہیں، اعتکاف میں خوشبو لگا سکتا ہے اور سر میں تیل ڈال سکتا ہے، اگر اعتکاف واجب فاسد ہو جائے تو اس کی قضا واجب ہے، جب اعتکاف کی نذر مانے تو اس کو زبان سے کہنا ضروری ہے، اگر مثلاً تین دن یا دو دن اعتکاف کی نذر مانے تو اس میں راتیں شامل ہیں اور اگر تین یا دو رات اعتکاف کی نذر مانے تو اس میں دن شامل ہیں اور اگر صرف دن یا صرف ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی تو یہ بھی جائز ہے، فرض روزہ بلا عذر توڑنے میں قضا اور کفارہ واجب ہے اور نفل روزہ عمداً توڑنے میں صرف قضا واجب ہے۔ رمضان، کفارۂ قتل، کفارۂ ظہار، کفارۂ قسم، کفارۂ افطار رمضان اور نذر کے روزوں کو مسلسل رکھنا واجب ہے۔ (عالم گیری)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہر چند کہ سنت ہے لیکن شروع کرنے سے لازم ہوجاتا ہے، اگر کسی شخص نے ایک دن کا اعتکاف فاسد کردیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر پورے دس دن کی قضا لازم ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اس پر صرف ایک دن کی قضا لازم ہے، اس کے برعکس نفل اعتکاف میں اگر کچھ دیر مسجد میں بیٹھ کر باہر نکل گیا تو اس پر قضا نہیں کیونکہ اس کے باہر نکلنے سے وہ اعتکاف ختم ہوگیا۔(ردالمحتار)

رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف شروع کرنے سے لازم ہوجاتا ہے اسلئے اس پر واجب کے احکام لاگو ہوں گے۔ برطانیہ اور ہالینڈ وغیرہ میں لیز پر جگہ حاصل کر کے مساجد بنالی جاتی ہیں، وہ شرعاً مساجد نہیں ہیں کیونکہ ان پر گورنمنٹ کی ملکیت ہوتی ہے، ان میں نماز پڑھنے سے مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب نہیں ہوگا اور نہ ان میں اعتکاف صحیح ہوگا، شرعاً مسجد اسوقت ہوگی جب کسی زمین کو اپنی صحیح ملکیت میں لے کر مسجد کے لئے وقف کردیا جائے، اسی طرح ان ممالک میں بعض مسلمان حکومت سے بیروزگاری الاؤنس لیتے ہیں اور ان کو ایک مقرر تاریخ پر جا کر سائن کر کے الاؤنس لینا ہوتا ہے، بعض دفعہ اعتکاف کے دوران وہ تاریخ آجاتی ہے اور وہ سائن کرنے چلے جاتے ہیں، اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا، لیکن ان پر صرف اس ایک دن کی قضا لازم ہوگی۔(تفسیر تبیان القرآن جلد۱ص ۷۰۶) فقہاء کرام صرف چار کاموں کے لئے معتکف کو مسجد سے نکلنے کی اجازت دیتے ہیں: پیشاب پاخانہ، غسل جنابت اور نماز جمعہ اگر اس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو اور اس پر جمعہ فرض ہو۔(مراۃ شرح مشکوۃ ۳/۲۲۹)

آداب مسجد:

☆......نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح چوپایہ گھاس کو۔(مدارک شریف)

☆......نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی مسجدوں کو خرید و فروخت، جھگڑوں اور (دنیاوی باتوں) کی آواز بلند کرنے سے پاک رکھو۔(ابن ماجہ وطبرانی ترغیب: ۴۲۸)

☆......نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان کی دنیاوی باتیں مسجدوں میں ہوں گی تم ان میں نہ بیٹھنا ایسوں کی اللہ کو ضرورت نہیں۔ مشکوۃ حدیث: ۷۴۳ کتاب الصلاۃ باب المساجد) علماء فرماتے ہیں کہ مسجد میں دنیوی جائز باتیں بھی نیکیاں برباد کردیتی ہیں دنیا کی قید سے معلوم ہوا کہ وہاں دینی باتیں جائز ہیں۔ امام اہل سنت مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو ایسی کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ اور مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرے لاتا ہے۔(احکام شریعت ص ۱۲۷) اس سے معلوم ہوا کہ نمازی کو عموماً اور معتکف کو خصوصاً مسجد میں داخلہ کے وقت موبائل فون بند کردینا چاہئے تاکہ دنیا سے رابطہ منقطع اور خالق کائنات سے رابطہ قائم ہوجائے۔ اور معتکف کے علاوہ عام نمازی کو بھی نفلی اعتکاف کی نیت کرلینی چاہئے۔

چپ کا روزہ اور ایک عوامی غلط فہمی:

نبی کریم ﷺ نے صوم وصال یعنی بغیر سحری وافطاری کے مسلسل روزہ رکھنے اور صوم سکوت یعنی چپ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ مسند

امام اعظم ص۱۱۰) عوام میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ معتکف کو مسجد میں پردے لگا کر اس کے اندر بالکل چپ چاپ پڑے رہنا چاہئے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ پردے بیشک لگائیے کہ اعتکاف کے لئے خیمہ لگانا سنت ہے۔ پردے سے عبادت میں یکسوئی حاصل ہوتی ہے اور بغیر پردے لگائے بھی اعتکاف درست ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں: اعتکاف کی حالت میں خاموشی کو عبادت سمجھ کر اپنائے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر چپ رہنا ثواب کی بات سمجھ کر نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور بری بات سے بچنے کے لئے چپ رہنا تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ کیونکہ بُری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور نکالنا گناہ اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات بھی معتکف کو مکروہ ہے۔ مگر ضرورۃ جائز ہے اور بلاضرورت مسجد میں مباح بات نیکوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (درمختار ۳/۴۴۱)

لیلۃ القدر کی فضیلت: شب قدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پوری سورۃ القدر نازل فرمائی

﴿اِنَّـا اَنْـزَلْـنٰهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ ☆ وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ☆ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ☆ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَـا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ☆ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ ﴿بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ☆ اور تم نے کیا جانا شب قدر کیا ہے ☆ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ☆ اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے ☆ وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک﴾

شان نزول

لیلۃ القدر کیوں نازل ہوئی اس کے متعلق اہل علم نے متعدد اور مختلف واقعات ذکر کئے ہیں: امام مالک نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں جو خدا نے چاہا تو آپ نے اپنی امت کی عمر کو کم سمجھا کہ میری امت کے لوگ (اپنی تھوڑی عمر میں) ان لوگوں کے برابر عمل نہیں کر سکیں گے جو وہ اپنی طویل عمر میں کرینگے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہزار مہینوں سے بہتر لیلۃ القدر عطا فرمائی۔ (موطا امام مالک، تفسیر کبیر، تفسیر مظہری)

امام مجاہد بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا جس نے ایک ہزار ماہ اللہ کے راستے میں ہتھیار پہنے رکھا (اور جہاد کرتا رہا) تو مسلمانوں کو اس کے عمل پر بڑا تعجب ہوا پس اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنَّـا اَنْزَلْنٰهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ﴾ کو ﴿خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ﴾ تک نازل فرما کر بتا دیا کہ اس میں عبادت کرنا اس آدمی سے بہتر ہے جس نے ہزار ماہ جہاد کے لئے ہتھیار پہنا تھا۔ (سنن کبریٰ و تفسیر کبیر)

مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کے کام رب کے کام ہیں، دیکھو قرآن اتارنا فرشتے کا کام ہے، مگر رب نے فرمایا ہم نے اتارا، دوسرے یہ کہ جس تاریخ میں کوئی اعلیٰ کام ہو جائے، وہ تاریخ تا قیامت افضل رہتی ہے، دیکھو شب قدر ایک دفعہ قرآن مجید آ چکا، مگر یہ رات قیامت تک افضل ہے لہذا شب معراج یا شب ولادت وغیرہ ہمیشہ افضل ہیں، تیسرے یہ کہ رات دن سے افضل ہے، دیکھو معراج رات کو ہوئی اور نزول قرآن، فرشتوں کی پیدائش، جنت میں باغ لگانا، مادہ آدم علیہ السلام کا اجتماع شب قدر میں ہوا (تفسیر عزیزی) قبول دعا کی ساعت ہر آخر رات ہی ہوتی ہے اور مگر دن میں صرف جمعہ میں ہے۔ ﴿وَمَـا

اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴾ یعنی اے مسلمان تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیسی رات ہے، اس کی تعریف کما حقہ، الفاظ سے بیان نہیں ہوسکتی یا اے محبوب تمہیں درایۂ انکل وقیاس سے شب قدر کا پتہ نہ لگا، بلکہ وحی سے اس کی قدر ومنزلت معلوم ہوئی، بہرحال اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو شب قدر کے مراتب کی خبر نہیں۔

قدر کے معنی ہیں عزت، ﴿وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ یا اندازہ ﴿وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ یا تنگی ﴿وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ﴾ اس رات کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عزت والی رات ہے، یا اس میں سال بھر کے ہونے والے واقعات کی فہرستیں و اندازے فرشتوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں اور ہر قسم کے فرشتوں کو ان کے کاموں کے اندازے بتادیئے جاتے ہیں، یا اس رات میں فرشتے اس قدر نازل ہوتے ہیں کہ زمین تنگ ہوجاتی ہے، غالباً یہ رات ستائیسویں رمضان ہے، کیونکہ یہاں ﴿ لَيْلَةُ الْقَدْرِ﴾ تین جگہ ارشاد ہوا ہے اور ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴾ میں نو حروف ہیں اور نو ضرب تین ۲۷ بنتا ہے، نیز اس سورت میں تیس کلمے ہیں ﴿هِیَ﴾ ستائیسواں لفظ ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے شب قدر ستائیسویں رات ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

حضرت ابی بن کعب، امام احمد بن حنبل اور امام ابو حنیفہ اور بعض شافعیہ اور جمہور علماء کا یہ نظریہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائسویں شب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالی کا پسندیدہ عدد طاق ہے اور طاق عدد میں سات کا عدد زیادہ پسندیدہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے سات زمینیں اور سات آسمان بنائے، سات اعضاء پر سجدہ مشروع کیا، طواف کے سات پھیرے مقرر کئے اور ہفتہ کے سات دن بنائے اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ سات کا عدد زیادہ پسندیدہ ہے تو پھر یہ رات رمضان کے آخری عشرے کی ساتویں رات ہونی چاہئے۔

لیلۃ القدر میں قرآن مجید کا آسمان دنیا کی طرف نزول:

اس سورت میں بتایا گیا کہ قرآن مجید کے نزول کی ابتداء لیلۃ القدر میں ہوئی جو رمضان المبارک میں ہے ﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ﴾ رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: قرآن مجید رمضان کے مہینہ میں لیلۃ القدر اور لیلہ مبارکہ میں اللہ تعالی کی طرف سے آسمان دنیا کی طرف مکمل نازل ہوا پھر اللہ تعالی جس چیز کو نازل فرمانا چاہتا، نازل فرمادیتا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۴۴/۶)

رسول اللہ ﷺ کو لیلۃ القدر کی تعیین کا علم تھا یا نہیں:

امام بخاری فرماتے ہیں کہ امام ابن عیینہ نے کہا: قرآن مجید کی جس آیت میں کسی چیز کے متعلق فرمایا گیا ﴿وَمَا اَدْرٰكَ﴾ اس کا علم اللہ تعالی نے آپ کو دے دیا اور جس کے متعلق فرمایا ہے ﴿وَمَا يُدْرِيْكَ ﴾ اس کا علم نہیں دیا۔ (بخاری ص ۴۱۸) تو اس سے معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر کا علم آپ کو دے دیا گیا۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لئے باہر آئے، اس وقت دو مسلمان آپس میں لڑ پڑے، آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دینے کے لئے آیا تھا پس فلاں فلاں آپس میں لڑ پڑے تو لیلۃ القدر کی تعیین

اٹھالی گئی اور ہوسکتا ہے کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہو، پس تم اس کو انتیسویں شب، ستائسویں شب اور پچیسویں شب میں تلاش کرو۔ (بخاری ۲۰۲۳ مشکوٰۃ ۲۰۹۵)

شارحین نے کہ صرف اس سال نبی ﷺ سے لیلۃ القدر کی یقین کا علم اٹھالیا گیا تھا اور دوسرے سال آپ کو پھر اس کا علم عطا کر دیا گیا۔ فتح الباری ۴/۲۷۸) شب قدر کی تعیین کا علم اٹھانے میں حکمت تھی کہ آپ کے لئے لیلۃ القدر کی تعیین کو مخفی رکھنے کا عذر ہو جائیکیونکہ اگر آپ کو علم ہوتا اور آپ نہ بتاتے تو یہ آپ کی رحمت کے خلاف تھا اور اگر بتا دیتے تو یہ اللہ تعالی کی حکمت کے خلاف تھا کیونکہ اللہ تعالی کی حکمت یہ تھی لیلۃ القدر کو مخفی رکھا جائے تاکہ اللہ کے بندے لیلۃ القدر کی تلاش میں رمضان کے آخری عشرہ کی ہر طاق رات جاگ کر عبادت میں گذاریں کیونکہ اللہ کو اپنے بندوں کا عبادت میں جاگنا پسند ہے۔

لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جو ایمان اور اخلاص سے لیلۃ القدر میں قیام کرے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(بخاری ۲۰۱۴ مسلم ۷۶۰، مشکوٰۃ ۱۹۵۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ کو خواب میں شب قدر دکھائی گئی کہ رمضان کے آخری ہفتہ میں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری خوابیں آخری ہفتہ پر متفق ہو گئیں ہیں تو جو شب قدر تلاش کرے وہ آخری ہفتہ میں تلاش کرے۔ (بخاری حدیث ۲۰۱۵ و مسلم ۱۱۶۵ مشکوٰۃ ۲۰۸۴)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یہ رات یعنی شب قدر ڈھونڈو جب نو دن باقی رہیں یا سات دن باقی رہیں یا پانچ دن باقی رہیں یا تین دن باقی رہیں یا آخری رات (ترمذی ۷۹۴ مشکوٰۃ ۲۰۹۲) یعنی شب قدر کو ۲۱ ویں ۲۳ ویں ۲۵ ویں ۲۷ ویں ۲۹ ویں رات میں تلاش کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرمایا: جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ بخاری و مسلم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرمایا: جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے تو وہ فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین کی طرف نزول فرماتے ہیں، ان کے پاس سبز جھنڈا ہوتا ہے جسے وہ کعبہ کی چھت پر نصب کرتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کے سو پر ہیں، جن میں دو پر ایسے ہیں، جنہیں وہ صرف اس رات میں کھولتے ہیں تو وہ مشرق سے مغرب تک دراز ہو جاتے ہیں پھر جبریل علیہ السلام اس رات فرشتوں کو ابھارتے ہیں کہ وہ ہر کھڑے بیٹھے، نماز پڑھنے والے اور ذکر کرنے والے کے لئے سلامتی کی دعا کریں اور ان سے مصافحہ کریں، تو وہ ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں فجر طلوع ہونے تک پس جب فجر طلوع ہوتی ہے تو جبریل پکارتے ہیں اے فرشتو

!کوچ کرو، کوچ کرو، تو وہ پوچھتے ہیں اے جبریل اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی حاجات کے بارے میں کیا فیصلہ فرمایا ہے جبریل کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس رات انہیں نظر رحمت سے انہیں دیکھا ہے اور انہیں معاف کر دیا ہے اور بخش دیا ہے، سوائے چار افراد کے ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ!۔ چار افراد کونسے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شراب کا عادی، والدین کا نافرمان، رشتے توڑنے والا اور مشاحن، ہم نے دریافت کیا: یارسول اللہ! مشاحن کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مصارم یعنی کینہ پرور۔ ایک روایت میں ہے جس نے رمضان کے مہینہ میں رزق حلال سے روزہ افطار کرایا تو رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور لیلۃ القدر جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے جبریل علیہ السلام مصافحہ کریں تو اس کا دل نرم ہو جاتا ہے رقت قلب طاری ہو جاتی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (ترغیب حدیث: ۱۴۶۲-۱۴۶۹)

امام رازی فرماتے ہیں: فرشتوں کا سلام کرنا سلامتی کا ضامن ہے۔ سات فرشتوں نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا تھا تو ان پر نمرود کی جلائی ہوئی آگ سلامتی کا باغ بن گئی تھی۔ شب قدر کے عابدوں پر جب اس رات لاتعداد فرشتے آکر سلام کرتے ہیں تو کیونکر نہ امید کی جائے کہ جہنم کی آگ ان پر سلامتی کا باغ بن جائے گی۔

عید کا دن انعام خداوندی کے حصول کا دن ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو جناب جبریل علیہ السلام ملائکہ کے جلو میں آتے ہیں اور اس بندے کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر کرتا ہے پھر جب بندوں کی عید یا عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بڑے فخر و ناز سے فرماتا ہے: اے فرشتو اس مزدور کے لئے کیا ہے جو اپنا کام مکمل کرتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب کریم اس کا صلہ پوری مزدوری ہے جو اس کو ادا کی جائے۔ تب رب کریم فرمایا ہے: میرے بندوں اور بندیوں نے اپنے اوپر لازم عمل (فریضہ) کو پورا کر لیا ہے اور اب وہ مجھے پکارتے اور دعا کرتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں میرے عزت و جلال و کرم اور علو مرتبت کی قسم میں ان کی دعا قبول کروں گا اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واپس ہو جاؤ میں تمہیں بخش دیا ہے تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب یہ اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو ان کے گناہ بخشے جا چکے ہوتے ہیں۔

س رمضان المبارک کی ہر رات میں کتنے لوگ جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں؟

ج ساٹھ ہزار (ترغیب حدیث ۱۴۷۶) اور ایک روایت میں چھ لاکھ (ترغیب حدیث ۱۴۷۵) اور ایک روایت میں دس لاکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿وَلِلّٰہ عزوجل فی کُلِّ یَوْمٍ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ عِنْدَ الْاِفْطَارِ اَلْفُ اَلْفِ عَتِیْقٍ مِنَ النَّارِ کُلُّھُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ...... ﴾ اور اللہ تعالیٰ رمضان کے ہر دن افطار کے وقت آگ سے ان دس لاکھ آدمیوں آزاد کرتا ہے جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے۔ اور پھر رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو اس دن اتنے لوگوں کو آزاد کیا جاتا ہے جتنے شروع رمضان سے آخر رمضان تک آزاد کئے گئے ہوتے ہیں۔ (بیہقی شعب الایمان ۳۶۹۵، ترغیب حدیث ۱۴۶۹)

یعنی دس لاکھ کو ۳۰ یا۲۹ سے ضرب دو تو جو حاصل ضرب ہوگا اتنی مقدار کے برابر جہنم سے لوگ آزاد کئے جاتے ہیں۔یعنی تیس ملین رمضان میں اور تیس ملین اور زیادہ یعنی عید تک کل ۶۰ ملین لوگ جہنم سے آزاد ہو چکے ہوتے ہیں سبحان اللہ

جرم عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
مگر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
مگر تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

شب قدر کی خصوصی دعا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو کونسی دعا مانگوں تو آپ نے فرمایا یہ دعا مانگنا: ﴿اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي﴾ مشکوۃ ،ابن ماجہ ترمذی

عیدالفطر کے بعد لہو ولعب:

جونہی رمضان المبارک جدا ہوتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ واقعی شیطان آزاد ہو چکا ہے کیونکہ چند لمحے جو افراد خدا رسول کی پابندیون کے ماتحت دکھائی دیتے تھے اب وہی لوگ اپنے کردار سے سرکش و باغی دکھائی دیتے ہیں یوں لگتا ہے جیسے انہوں نے بادل نخواستہ ان پابندیوں کو قبول کیا تھا، دلی ارادہ یہی تھا کہ کب رمضان کی گنتی پوری ہوتی ہے، اور ہمیں آزادی ملتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ عیدالفطر کا چاند نظر آتے ہی، وہی عیش وطرب وہی لہو ولعب وہی عریانی فحاشی، وہی بداخلاقی و بدعملی، سرکشی وطغیانی اس میں کچھ فرق نہیں آیا قرآن نے روزوں کی فرضیت کی علت غائی اور مقصد حقیقی تقوی و پرہیزگاری بتایا تھا، آخر ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہئے کہ پورا رمضان بھوک، پیاس اور نفس کے تقاضوں کو ترک کر کے کیا ہم نے روزوں کا مقصد حاصل کرلیا، کیا ہم خود کو متقی پرہیزگار کہہ سکتے ہیں؟

اگر نہیں تو پھر ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہم نے پورا ماہ محنت کر کے کیا کمایا؟ کیا حاصل کیا؟ کیا پایا؟ کس قدر رمضان المبارک سے مستفید ہوئے ہیں اور ہمیں رمضان میں رکھے گئے اپنے روزوں کے متعلق کیا رائے قائم کرنی چاہئے۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ
عیدالفطر کھیل کود کا نہیں عبادت کے دن ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور اہل مدینہ کے دو دن تھے جن میں وہ کھیلتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دو دن کیسے ہیں؟ وہ بولے کہ ہم ان دنوں میں زمانہ جاہلیت میں کھیلتے تھے۔تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا:: کہ اللہ نے تمہیں ان کے عوض ان سے دو اچھے دن دیئے ہیں بقر عید اور عیدالفطر۔ (ابوداود ۱۱۳۴، مشکوۃ ۱۴۳۹) یعنی تم ان دنوں میں کھیلنے کودنے کے عوض ان دونوں میں اللہ تعالی کی عبادت کر کے خوشی مناؤ۔خیال رہے اب بھی کفار اپنے بڑے دنوں میں جوئے کھیلتے ہیں، شرابیں پیتے ہیں، ایک دوسرے پر

رنگ ڈالتے ہیں، انسانیت سوز اور بے حیائی کے کام کر کے خوشیاں مناتے ہیں، اسلام میں ہر کام انسانیت بلکہ روحانیت کا ہے۔ اگر مسلمان بھی بے حیائی کے کام کر کے یہ اسلامی تہوار منائیں تو ان میں کفار کے طریقہ میں کیا فرق رہ جائے گا۔ اسی لئے علامہ اقبال نے کہ

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

صدقہ فطر کا حکم:

احناف کے ہاں فطرہ واجب ہے امام شافعی کے ہاں فرض، امام مالک کے ہاں سنت مؤکدہ امام شافعی کے ہاں ہر اس امیر و غریب پر جو ایک دن کی روٹی پر قادر ہو فطرہ فرض ہے امام مالک کے ہاں مالک نصاب پر فطرہ سنت مؤکدہ ہے نصاب نامی یعنی بڑھنے والا ہو یا نہ نصاب میں احناف کا مذہب بھی یہی ہے۔ مراۃ شرح مشکاۃ جلد۳ ص۴۱

نصاب کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ نصاب جس میں بڑھنا اور سال گزرنا شرط ہے،

(۲) وہ نصاب جس کی وجہ سے چار احکام واجب ہوتے ہیں۔ صدقہ لینا حرام ہو جاتا ہے، قربانی اور صدقہ فطر نیز قریبی رشتہ داروں کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ اس نصاب میں نہ تو تجارت کے ذریعے بڑھنا شرط ہے نہ ہی سال کا گزرنا

(۳) تیسرا نصاب وہ ہے کہ جس کی موجودگی میں سوال کرنا حرام ہے یعنی ایک وقت کا رزق موجود ہونا۔ بعض کے نزدیک پچاس درہم کا مالک ہونا۔

س صاحب نصاب کون ہوتا ہے؟

ج جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ان کی قیمت کے برابر مال ہو یا اس سے زیادہ ہو۔ یا سونے کا نصاب بیس مثقال اور چاندی کا نصاب ان دراہم سے دوسو درہم ہیں جن کے ہر دس درہم سات مثقال کے برابر ہوں ہمارے مروجہ نظام کے مطابق ایک مثقال (۴٫۲۵) گرام ہے لہذا بیس مثقال (۸۵) گرام ہوں گے۔ ایک درہم چاندی (۲٫۹۷۵) گرام ہوتی ہے لہذا دوسو درہم (۵۹۵) گرام ہوتے ہیں۔ زکوۃ واجب ہونے کے لئے سال کے شروع میں اور وجوب ادا کے لئے سال کے آخر میں نصاب کا مکمل ہونا ضروری ہے۔ اب سال کے دوران بڑھ جائے یا کم ہو جائے اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ نور الایضاح مترجم ص (-۲۹۲-۲۸۶) البتہ یہ مال قرض، حاجت اصلیہ اور اہل وعیال کی ضرورتوں سے فارغ ہو۔

س حاجت اصلیہ کیا ہیں؟

ج جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے جیسے رہنے کا مکان، گرمیوں سردیوں میں پہننے کے کپڑے خانہ داری کا سامان، سواری کے جانور یا موٹر وغیرہ یا علماء کے لئے کتابیں وغیرہ یا اپنی حفاظت کے لئے اسلحہ وغیرہ)

صدقہ فطر ہر صاحب نصاب آزاد مسلمان پر عید الفطر کی صبح طلوع ہوتے وقت واجب ہے پس اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے محتاج بچوں کی طرف

سے ادا کرے اگر وہ مالدار ہوں تو ان کے مال سے ادا کرے۔

صدقہ فطر کے فوائد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر لازم فرمایا روزوں کو بیہودگی اور فحش سے پاک کرنے اور مسکینوں کو کھانا دینے کے لئے۔ (ابوداود)

یعنی فطرہ واجب کرنے کی دو حکمتیں ہیں، ایک تو روزہ دار کے روزوں کی کوتاہیوں کی معافی اکثر روزے میں غصہ بڑھ جاتا ہے تو بلاوجہ لڑ پڑتا ہے، کبھی جھوٹ غیبت وغیرہ بھی ہو جاتے ہیں رب تعالیٰ اس فطرے کی برکت سے وہ کوتاہیاں معاف کردے گا کہ نیکیوں سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ﴾، دوسرے مساکین کی روزی کا انتظام بچوں پر اگرچہ روزے فرض نہیں، مگر دوسری حکمت موجود ہے لہذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ پھر بچوں پر فطرہ کیوں ہے وہ تو روزے رکھتے نہیں۔

صدقہ فطر کی مقدار:

صدقہ فطر گندم، اس کے آٹے یا ستو سے نصف صاع اور کھجور، انگور یا جو سے ایک صاع ہے (موجودہ پیمانے کے حساب سے ایک صاع تقریباً چار کلو پانچ سو گرام کا بنتا ہے۔ آٹے کے حساب سے فی کس کم از کم (۷۰) روپے بنتے ہیں لیکن اگر صاحب حیثیت زیادہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے یعنی وہ بجائے ۷۰ کے فی کس ۱۰۰ روپیہ بھی دے سکتا ہے۔ اگر آٹا دینا چاہے تو دو کلو اڑھائی سو گرام آٹا فی کس بنتا ہے۔

فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعٍ مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلاةِ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر ایک صاع چھوہارے یا ایک صاع جو ہر غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے مسلمان پر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ لوگوں کو عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

شیخ القرآن والحدیث مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:

امام شافعی نے اس حدیث سے دو مسئلے ثابت کئے ایک یہ کہ فطرہ فرض ہے کیونکہ یہاں لفظ فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ہے، دوسرے یہ کہ ہر امیر و غریب پر فرض ہے جس کے پاس ایک دن کے کھانے سے بچا ہوا ہو، کیونکہ یہاں حضور ﷺ نے غنی کی قید نہ لگائی، امام ابو حنیفہ پہلے مسئلے کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہاں فرض لغوی معنی میں ہے یعنی مقرر فرمائی، رب تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِىْٓ اَزْوَاجِهِمْ (ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ان کی بیویوں کے بارے میں) سورۃ الاحزاب: ۵۰) اور اگر شرعی فرض ہی مراد ہو یعنی لازم کر دینا تب بھی یہ حدیث ظنی ہے، اور فرضیت کے لئے دلیل قطعی چاہئے لہذا اس فرض سے وجوب ثابت ہوگا نہ کہ فرضیت اور دوسرے مسئلہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس اطلاق سے تو حدیث تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ یہاں ایک دن کی روٹی سے زائد ملکیت کا بھی ذکر نہیں چاہئے کہ ہر آزاد و غلام پر فطرہ واجب ہو حتیٰ کہ فقیر بے نوا بے دست و پا بھیک مانگ کر فطرہ دے پھر لطف یہ ہے کہ جب ہر فقیر پر فطرہ فرض ہوا تو فطرہ لے گا کون؟ امام اعظم کی دلیل وہ حدیث

ہے جس میں فرمایا گیا ﴿لا صدقة الا عن ظهر غنی﴾ صدقہ تو انگری سے واجب ہوتا ہے اب تو انگری کی کوئی حد ہونا چاہئے وہ نصاب کی ملکیت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ صدقہ عید کے دن نکالے اور عید گاہ جانے سے پہلے دے، اگر نماز عید کے بعد دیا تب بھی جائز ہے، اور اگر عید سے ایک دو دن پہلے دے دیا تب بھی درست ہے مگر عید کے دن نماز سے پہلے دینا بہتر اور مستحب ہے تا کہ فقراء بھی عید منالیں۔ (مرقات ومرات جلد۳ص ۴۲)

گندم سے نصف صاع اور باقی اجناس سے پورا صاع ادا کیا جائے:

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ کی گلیوں میں منادی بھیجا کہ خبردار رہو صدقہ فطر واجب ہے ہر مسلمان مرد، عورت، آزاد، غلام چھوٹے بڑے پر گیہوں وغیرہ سے دو مُد (یعنی نصف صاع) اور اس کے ماسوا غلہ کا ایک صاع۔ (ترمذی)

امام ابوداود نے صحیح سندوں کے ساتھ حضرت ثعلبہ یا حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے فی کس ایک صاع کھجور، ایک صاع جو دوسری روایت میں ہے کہ ایک صاع گندم دو آدمیوں کی طرف سے ادا کرنے کا حکم دیا۔ (مشکوۃ ابوداود)

اس حدیث کو غیر مقلدین کے محدث ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے: تفصیل کے لئے دیکھئے مناظر اسلام علامہ غلام مرتضی ساقی صاحب کی کتاب "دروس القرآن فی شہر رمضان،، ص۲۰۶)

مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ فطرہ میں اصل گندم، جَو جوار ہیں، اگر ان کے سوا کسی اور غلہ یا دوسری چیز سے فطرہ دیا گیا تو ان مذکورہ دونوں کی قیمت کا لحاظ ہوگا لہذا چاول یا جرہ آدھے صاع گیہوں کی قیمت کے دینے ہوں گے۔ (مرات جلد۳ص۴۴)

ان احادیث مبارکہ ﴿فَرضَ رسُولُ اللهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ﴾ سے رسول اللہ ﷺ کا اختیار بھی ثابت ہو رہا ہے۔ کہ آپ ﷺ اللہ کی عطاء سے مالک احکام ہیں جو چاہیں فرض فرمادیں جو چاہیں حرام فرمادیں وہ لوگ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تو صدقہ فطر کیسے واجب ہوگا اگر صدقہ فطر واجب ماننا ہے تو سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کو با اختیار ماننا پڑے گا نبی کریم ﷺ کو بے اختیار ماننے والے صدقہ فطر کا وجوب ثابت کر کے دکھائیں۔ اسی لئے اہل محبت کہتے ہیں۔ کنجی تمہیں اپنے خزانوں خدا نے محبوب کیا مالک ومختار بنایا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب ومحب میں نہیں ہے تیرا میرا۔

س جب ماہ رمضان ایسا مبارک مہینہ ہے تو اس کے جانے پر عید کیوں منائی جاتی ہے۔ مبارک چیز جانے پر غم منانا چاہئے نہ کہ خوشی؟

ج یہ خوشی دو وجہ سے ہے ایک تو ماہ مبارک میں عبادت کی توفیق ملنے کا شکریہ۔ خدایا تیرا شکر ہے کہ تو نے خیر سے روزے تراویح اعتکاف وغیرہ ادا کرادیئے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو رمضان جانے کا بہت صدمہ ہوتا ہے۔ جمعۃ الوداع کو لوگ زار زار روتے ہیں۔ اس غم کو ہلکا کرنے کے لئے یہ خوشی رکھ دی تا کہ رنج کا احساس کم ہو۔

نبوت وضلالت......دومتزاد چیزیں

[redacted]

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء ورسل 'گمراہی وضلالت' 'بے راہ ہونے' 'بھٹکا ہوا ہونا' 'بھولا ہوا ہونا' 'بے خبر' ہونے سے پاک وصاف مبرا ومنزہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو ہدایت کا سرچشمہ اور مینارۂ نور بنا کو مبعوث فرمایا ہے اور انبیاء ورسل کی زندگی خواہ وہ اعلان نبوت سے پہلے کی ہو یا بعد کی وہ ضلالت وگمراہی سے پاک ہوتی ہے۔

وتلک حجتنا اتینها ابراهیم علیٰ قومه نرفع درجت من نشاء ان ربک حکیم علیم ٥ووهبناله اسحق ویعقوب کلا هدینا ونوحاهدینا من قبل ومن ذریته داود وسلیمن وایوب ویوسف وموسیٰ وهارون وکذلک نجزی المحسمنین ٥وذکریا ویحییٰ و عیسیٰ والیاس ط کل من الصلحین واسماعیل و الیسع ویونس ولوطاو کلافضلنا علیٰ العالمین ٥ومن اٰباهم ذریاتهم واخوانهم واجتبینهم وهدینٰهم الی صراط مستقیم ٥ذلک هدی الله یهدی به من یشاء من عباده(الانعام۸۳۔۸۴۔۸۵۔۸۶۔۸۷۔۸۸)

ترجمہ: اور یہ ہماری دلیل کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام واسکی قوم کو عطا فرمائی اور جسے چاہیں درجوں بلند کریں بے شک تمھارا رب علم وحکمت والا ہے۔اور ہم نے انہیں اسحاق ویعقوب عطا کیے ان سب کو ہم نے ہدایت دی اور ان سے پہلے نوح کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤد وسلیمان ایوب اور موسیٰ دھارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو اور زکریا اور یحیٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو۔ یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں۔اور اسماعیل اور یسع اور یونس کو لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اسکے وقت میں سب پر فضیلت دی،اور ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو اور ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی، یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے دے۔

ان آیات مقدمات پر غور کریں کہ انبیاے ورسل کے اسماء کا ذکر کر کے بار بار فرمایا کہ ہم نے انہیں ہدایت دی ہم نے ان کا انتخاب فرمایا ہم نے انکو فضلیت دی ہم نے ان کو سیدھی راہ دکھائی۔ جسے رب ہدایت دے،فضلیت دے،چن لے وہ گمراہ نہیں بلکہ ہدایت کا مینارۂ نور ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ان انبیاء ورسل کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

اولیٰک الذین هدی الله(الانعام۔۹۰)

ترجمہ: یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی

نبوت وضلالت۔۔۔۔دومتضاد چیزیں؟

نبوت ورسالت اور ضلالت وگمراہی دو متضاد چیزیں ہیں جہاں پر نبوت ورسالت ہوگی وہاں پر ضلالت وگمراہی نہیں ہوگی اور جہاں پر ضلالت وگمراہی ہوگی وہاں پر نبوت ورسالت نہیں ہوگی۔یعنی گمراہ، بھٹکا ہوا، بھولا ہوا، ناواقف اور بے خبر نبی ورسول نہیں ہوتا۔

یہ جملہ محض الفاظ کی بناوٹ نہیں ہے بلکہ قرآنی تعلیمات کا ایک اہم حصہ ہے اس بات کو قرآن مجید نے بیان کیا۔حضرت نوح علیہ اسلام جنہوں نے اپنی قوم کو ساڑھے نوسو سال تبلیغ فرمائی قوم ایمان نہ لائی اس قوم کے وڈیروں آسودہ حال اور بڑوں نے حضرت نوح علیہ اسلام کو گمراہ کہا'' ضال'' کہا۔قرآن مجید نے اسکو بیان کیا

قال الملاء من قومه انا لنرک فی ضلل بین (الاعراف۶۰)

ترجمہ:

حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے اس الزام اور طعن کا جواب دیا قرآن مجید نے اسکو بھی محفوظ کیا اور بیان کیا

قل یقوم لیس لی ضللة ولکنی رسول من رب العالمین (الاعراف ۶۱)

ترجمہ: کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو رب العالمین کا رسول ہوں۔

یہ ہے وہ قرآنی تعلیم کہ جہاں پر نبوت ورسالت ہوگی وہاں ضلالت وگمرہی نہیں اور جہاں پر ضلالت وگمراہی ہوگی وہاں پر نبوت ورسالت نہیں ہوگی۔یہ حضرت نوح علیہ السلام نے جواب ارشاد فرما کر اپنا اور دوسرے انبیاء ورسل کا مقام بیان کردیا یہ عظمت وشان مقتدی کی ہے امام ومقتدار کا مقام ومرتبہ کیا ہوگا

سید عالم نورِ مجسم شفیع معظم ھادی برحق حضرت محمد ﷺ کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

ماضل صاحبکم (النجم-۲)

ترجمہ: تمہارے صاحب نہ بہکے، نہ بے راہ چلے

ماضل: ماضی کا صیغہ ہے مضارع کا نہیں ہے پھر ماضی مطلق کا صیغہ ہے قریب وبعید کا نہیں۔فرمایا یہ جارہا ہے کہ تمہارا صاحب گمراہ ہوا ہی نہیں۔نہ ماضی میں نہ حال میں اور نہ ہی مستقبل میں ہوگا کیونکہ وہ ہمہ وقت ہماری نظر رحمت میں ہے۔

اس ساری بحث کو پڑھنے کے بعد یہ سوال ذہین میں آتا ہے کہ پھر ''ووجدک ضالا فهدلی'' کا معنیٰ کیا ہے؟

اس کا وہ ترجمہ جسمیں مقامِ مصطفیٰ، شان رسالت ونبوت کا پورا اہتمام کیا گیا ہے اس کو تحریر کرنے سے پہلے چندان تراجم کی نشاندھی کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے لفظی وبامحاورہ ترجمہ کرتے ہوئے لغت کا سہارا لیا اور مقام نبوت ورسالت کا لحاظ نہ کرسکے اور صراط مستقیم سے بھٹک گئے'

'ووجدک ضلا فحدلی'' (الضحیٰ ۷)

ا۔اور پایا تجھکو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی،	''بھٹکتا''	مولوی محمود حسن

۲۔اور اسنے تجھے راستے سے ناواقف پایا تو راستہ دکھادیا	''ناواقف''	حافظ عبدالسلام بن محمد''
۳۔اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی	''بھٹکتا''	مفتی محمد شفیع
۴۔اور پایا تجھکو بھٹکتا پھر راہ سوجھائی	''بھٹکتا''	شاہ عبدالقادر
۵۔اور پایا تجھکو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی	''راہ بھولا''	شاہ رفیع الدین
۶۔اور تجھکو راہ بھولا پا کر ہدایت دی؟	''راہ بھولا''	مولانا محمد جونا گڑھی
۷۔اور تمہیں بے خبر پایا تو رہنمائی کی	''بے خبر''	ثناءاللہ امرتسری
۸۔اللہ تعالی نے آپکو (شریعت سے) بے خبر پایا	''بے خبر''	اشرف علی تھانوی
۹۔اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتایا	''بے خبر''	عبدالماجد دریا آبادی
۱۰۔اور تم کو دیکھا کہ راہ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تو تم کو دین اسلام کا سیدھا راستہ دکھادیا	''بھٹکے بھٹکے پھرنا''	ڈپٹی نزیر احمد
۱۱۔اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ھدایت بخشی	''ناواقف راہ''	ابواعلیٰ مودودی

آپ نے تراجم پر غور کیا کسی مترجم نے شانِ نبوت ورسالت کا اہتمام نہ کر کے خود اپنے گمراہ ہونے م شانِ رسالت سے بے خبر ہونے، راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہونے پر مہر ثبت کی۔

اب پڑھیئے وہ ترجمہ جو شانِ رسالت ونبوت کا پاسبان اور عشق ومحبت میں ڈوبا ہوا، جس میں مقامِ نبوت ورسالت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ وہ امامِ اہلِ سنت مجدد دین وملت قاطع شرک وبدعت، حامی توحید وسنت مولانا الشاہ احمد رضا محدث، بریلوی علیہ الرحمہ کا ترجمہ کنزالایمان

ووجدک ضالا فھدیٰ

ترجمہ: اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو انہیں اپنی راہ دی۔ (کنزالایمان)

ضلالت کا یہ معنی (محبت وخودرفتگی) کہاں سے لیا؟ حالانکہ ضلالت کا معنی گمراہی عام ملتا ہے۔ قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر لفظ'' ضلل''موجود ہے۔ جہاں پر معنی محبت وخودرفتگی کیا گیا ہے۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام سے بچھڑے پھر طویل عرصہ گزرنے کے بعد جب مصر میں بھائیوں سے تعارف ہوا تو بھائیوں نے والدگرامی کی بصارت ختم ہونے کی اطلاع دی تو آپ نے اپنی قمیض دی کہ یہ والدمحترم کے چہرے پر ڈالنا بینائی لٹ آئے گی۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی قمیض لے کر مصر سے کنعان کی طرف چلے دوسری طرف کنعان میں بیٹھے حضرت یوسف علیہ السلام نے گھر والوں سے کہا:

انی لاجد ریح یوسف (یوسف۹۴)

ترجمہ: بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں۔

گھر والوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا

قالو تاللہ انک لفی ضللک القدین (یوسف۹۵)

ترجمہ: (بیٹے بولے) خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خودرفتگی میں ہیں۔

تو اس مقام پر لفظ ''ضلال'' سے مراد محبت و وارفتگی ہے نہ کہ گمراہی

نبی و رسول کو گمراہ کہنا یہ کفار کا طریقہ ہے۔

سید عالم ﷺ گمراہ نہیں اس پر مزید قرآنی آیات ملاحظہ فرمائیں۔

۱. **انک علیٰ صراط مستقیم (الزخرف : ۴۳)**

ترجمہ: بے شک تم سیدھی راہ پر ہو

۲. **یس والقرآن الحکیم انک لمن الرسلین علی صراط مستقیم (یس ۱، ۲، ۳، ۴)**

ترجمہ: یس حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔

۳. **وانک لتھدی الی صراط مستقیم (الشوری: ۵۲)**

ترجمہ: اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

۴. **ھو اندی ارسل رسولہ بالھدیٰ (الصف: ۹)**

ترجمہ: وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا۔

اللہ تعالیٰ گمراہوں کی گمراہی اور گمراہ کن تراجم سے محفوظ فرما کر اہل حق اور حق تراجم کیطرف ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمہ نے لفظ ضال پر بحث کرتے ہوئے بڑی خوبصورت بات تحریر فرمائی جو قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں آپ فرماتے ہیں کہ اہل عرب جنگل بیابان اور ویرانے میں اس تنہا درخت کو ''ضالہ'' کہتے ہیں جسکے سوا پورے جنگل بیابان کوئی درخت نہ ہو گا۔ گویا بھٹکا ہوا، راہ بھولا ہوا مسافر، گم کردہ راہ قافلہ اس درخت کے سائے کے نیچے آرام پاتا ہے اور اپنی منزل تک پہنچنے کا راستہ متعین کرتا ہے اور گرمی کا ستایا ہوا ''تھکا ماندہ'' اس درخت کے سائے میں بیٹھ کر سکون پاتا ہے اور آرام کرتا ہے۔

''اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے بارے ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے تجھے ضال پایا''

دور جاہلیت کے حالات کے سامنے رکھو کہ ہر طرف گمراہی، بے راہ روی، ضلالت بے دینی، کفر و شرک میں گرفتار انسانیت جو اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ کو بھول چکی تھی اسکے دربار گوہربار کی طرف جانے والے راستے سے بے خبر اور نہ واقف ہوگئی تھی وہ شاہراہ نور گم کر چکی تھی اب اس تناظر میں اس آیت کا مطالعہ فرمائیں کہ پیارے ہم نے آپکو ''ضال'' پایا یعنی جو گمراہ، بے راہ، بھولا بھٹکا، آپکے سائے رحمت میں بیٹھ کر چل کہ وہ منزل مقصود پر پہنچ گیا۔

ووجدک ضالا فھدیٰ کا معنیٰ ہی ہے **وجدک فھدی بک ضالا** (کتاب الشفا ر۲/۱۲۰)

ترجمہ: پایا آپ کو پس ہدایت دی آپکے ذریعے گمراہ کو

مازا سالک عبادی عنی فانی قریب

ترجمہ: اور جب سوال کرتے ہیں میرے بارے میں میرے بندے پس میں قریب ہوں۔

صوفیاء فرماتے ہیں اسکا معنی ہی ہے پیارے میرے بندے آپکی بارگاہ میں حاضر ہوکہ میرے بارے میں پوچھتے ہیں کہ میں کہاں ہوں؟ توان سے کہدو بھلااب بھی میں تم سے دور ہوں بلکہ میں تمہارے قریب ہوں۔

گویادربار مصطفیٰ ﷺ مین پہنچ کرتم نے اپنے مالک حقیقی کو پالیا جیسے قرآن میں ہے

ولوانعم اذظلوا انفسهم جاؤک فاسغفرواالله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابار حیما

ترجمہ: اوراگر وہ اپنی جانوں پرظلم کریں تو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوجائیں۔پس اللہ تعالیٰ سے بخششیں طلب کریں اور رسول ان کیلئے سفارش کریں تو وہ ضرور اللہ کوتو بہ قبول کرنے والا، رحم فرمانے والا پائیں گے۔

آج بھی دنیا کا ستایا ہواغموں کا مارا ہوابے سہاراا گراپنے غموں کا قلع کرنا چاہتا ہے اوراطمنان قلب پانا چاہتا ہے تو وہ گنبد حضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں میں جاکر بیٹھ جائے اسکوراحت اورسکون قلب نصیب ہوجائے گااور سارے غم مٹ جائیں گے۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ لکھتے ہیں حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے اس آیت مبارکہ کی یوں قرات فرمائی ہے

ووجدک ضال فهدیٰ(کتاب الشفاء ۲/۱۲۰)

اس صورت میں لفظ ''ضال'' ووجدکا فاعل بن رہا ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا۔

جس گمراہ نے آپکو پالیا وہ گمراہ ہواہدایت پا گیا۔آیا تھا تو گمراہ تھا کفروشرک کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا لیکن جب آپکی بارگاہ میں پہنچ گیا پھرگمراہ نہیں رہا، بیراہ، بھٹکا ہوااور ناواقف نہیں رہا کفروشرک کی دلدل میں پھنسا ہوانہیں رہا بلکہ اب وہ راہبر،ہدایت یافتہ بن گیا کافرومشرک نہیں بلکہ مومن بن گیا

گویا آیاابوبکرتھاجب آپکو پالیا

تو صدیق اکبر بن گیا

آیا تھاتوابن خطاب جب آپکو پالیا

توفاروق اعظم بن گیا

آیا تھاتوعثمان تھاجب آپکو پالیا

تولیکرشرم وحیااورذانورین بن گیا

آیا تھاتوعلی بن ابی طالب تھاجب آپکو پالیا

توحیدکرارشیرخدابن گیا

آیا تھاتوبلال حبشی تھاجب آپکو پالیا

توحوروں کے حسن کاجھومر بن گیا

......☆☆☆......

کیا ضعیف الاسناد احادیث پر عمل کرنا ناجائز ہے؟

......(محقق دوراں جناب علامہ مفتی حافظ نصر اللہ صاحب آسوی مدنی)......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے محترم دوست جناب رانا آفتاب احمد صاحب صوبائی ناظم اعلیٰ (پنجاب) شیرانِ اسلام نے مجھے ایک کتاب مسمّی ''۱۰۰ مشہور ضعیف احادیث'' ارسال کی اور اس پر تبصرہ کرنے کا حکم دیا تو یہ کتاب پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کتاب کا مرتب اور مترجم دونوں منکر حدیث ہیں۔اس سے پہلے میں اس غلط فہمی کا شکار رہا کہ وہ فتنہ منکر حدیث جس کی نبی کریم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے خبر دی تھی، پیدا ہو کر ختم ہو چکا ہے جیسا کہ اس فرقہ کا بانی عبداللہ چکڑالوی تھا جو چکڑالہ ضلع میانوالی پنجاب میں پیدا ہوا جو خود کو اہلِ قرآن کہا جاتا تھا۔ (تفصیل ملاحظہ ہو مشکوۃ کتاب الایمان باب السنۃ الفصل الثانی حدیث نمبر:۱۶۲،۱۶۳،۱۶۴) لیکن یہ کتاب پڑھنے کے بعد میری غلط فہمی دور ہو گئی کہ وہ فتنہ انکار حدیث ایک جدید شکل میں اب بھی موجود ہے۔جس کی نقاب کشائی ضروری ہے وہ فتنہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ منکر حدیث ہیں جس کا واضح ثبوت یہ کتاب ہے جس میں سند کے لحاظ سے ضعیف احادیث کو موضوع (من گھڑت) احادیث قرار دیکر مسلمانوں کو منکر حدیث بنانے کی سازش کی جارہی ہے اور نبی کریم ﷺ کا وہ فرمان جو موضوع حدیثیں گھڑنے والے کے متعلق ہے اس کو ضعیف حدیث پر چسپاں کر دیا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے یہ لوگ بتوں اور کفار کے متعلق نازل شدہ آیات کو انبیاء واولیاء پر چسپاں کر دیتے ہیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فتوی کے مطابق یہ لوگ بدترین خلق ہیں وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ وَقَالَ : إِنَّهُمْ انْطَلَقُوْا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔(بخاری حدیث نمبر ٦٩٣٠ كتاب استتابة المرتدين باب قتل الخوارج)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرمایا یہ لوگ کفار کے حق میں نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

بالکل اسی طرح جو لوگ نبی پاک ﷺ کے فرمان عالی شان کا انکار کرتے ہیں یا بعض ضعیف حدیثوں کو موضوع قرار دیکر رد کر دیتے ہیں یا کہتے ہیں ہم صرف بخاری کو مانتے ہیں یا کہتے ہیں کہ حدیث کی صرف چھ کتابوں (صحاح ستہ) کو مانتے ہیں تو وہ بھی منکرین حدیث اور بدترین خلق ہیں۔یاد رہے امام بخاری کو ایک لاکھ صحیح احادیث یاد تھیں لیکن بخاری سمیت صحاح ستہ میں احادیث کی تعداد (۲۹۰۰۰-انتیس ہزار ہے۔اگر کوئی کہے کہ میں صرف صحاح ستہ کو مانتا ہوں اور کسی حدیث کی کتاب کو نہیں مانتا تو کم از کم اس نے (۷۰۰۰۰) ستر ہزار صحیح احادیث کا انکار کر دیا۔

امام بخاری فرماتے ہیں:

ما أدْخَلْتُ في كتاب الجامع إلا ما صَحَّ وتَرَكْتُ من الصحاح مَخَافَةَ الطُّولِ

کہ میں نے جامع الصحیح میں صرف صحیح احادیث کوجمع کیا ہے اور میں نے بہت سی صحیح احادیث کو طوالت کے ڈر سے چھوڑ دیا ہے۔
امام مسلم فرماتے ہیں:

لیس کل شیء عندی صحیح وضعته هَهُنا إنما وضعت هَهُنا ما أجمعوا عليه

کہ میں نے ہر صحیح حدیث کواپنی کتاب میں نقل نہیں کیا البتہ جن کوذکر کیا ہے ان کے صحیح ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔

(دیکھو مسلم حدیث نمبر:404)

جب بخاری اور مسلم نے یہ دعویٰ ہی نہیں کیا کہ صحیح احادیث صرف ہماری کتب میں ہیں تو پھر یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ جو حدیث بخاری ومسلم میں نہیں وہ حدیث ہی قابل اعتبار نہیں۔ یہ دعویٰ تو انکار احادیث پر منتج ہوتا ہے بلکہ احادیث صحیحہ صرف صحاح ستہ میں منحصر نہیں اس کے علاوہ سینکڑوں احادیث کی کتابیں ہیں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ میری احادیث صرف صحاح ستہ میں ہیں اور کسی کتاب میں میری احادیث نہیں یہ تو غیر مقلدین نے مشہور کر رکھا ہے کہ یہ صحاح ستہ ہے ورنہ ان کتب میں ساری احادیث صحیح نہیں ہیں ان میں موضوع بھی ہیں ضعیف بھی ہیں اور حسن بھی ہیں جیسا کہ ناصر الدین البانی غیر مقلد نے صحاح ستہ کی تقسیم کی ہے (۱) صحیح اور حسن (۲) ضعیف اور موضوع۔

جو شخص احادیث کو صحاح ستہ میں یا صحیح احادیث کو صرف بخاری اور مسلم میں منحصر سمجھتا ہے وہ نبی کریم ﷺ کی احادیث کو محدود کرتا ہے اور لاکھوں احادیث کا انکار کرتا ہے۔ جیسا کہ امام بخاری کو ایک لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں (نزہۃ القاری شرح بخاری ص:157) بخاری میں احادیث کی تعداد حافظ ابن صلاح کے مطابق 7275 ہے اور حذف مکررات کے بعد چار ہزار اور ابن حجر عسقلانی کے مطابق اگر مکررات کو نکال دیں تو مرفوع احادیث کی تعداد: 2623 ہے باقی چھیانوے ہزار احادیث کدھر گئیں جبکہ صحاح ستہ کی احادیث کی تعداد 29653 ہے جن کی تفصیل یہ ہے

بخاری کل احادیث:	7275
مسلم کل احادیث:	3033
ابوداود کل احادیث:	5274
ترمذی کل احادیث:	3956
نسائی کل احادیث:	5774
ابن ماجہ کل احادیث:	4341
کل احادیث صحاح ستہ	29653
اور امام بخاری کو یاد کل احادیث:	100000
منفی احادیث:	29653
باقی صحیح احادیث:	70347

صحاح ستہ کی کل احادیث ملا کر بھی ایک لاکھ کی گنتی پوری نہیں ہوتی ستر ہزار احادیث باقی رہتی ہیں۔ وہ باقی ستر ہزار صحیح احادیث دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں مثلاً طحاوی شریف، مسند امام احمد، دارمی شریف، طبرانی شریف وغیرہا اب جو صرف بخاری ومسلم یا صحاح ستہ کو مانتا ہے وہ کم از کم ستر ہزار حدیث کا انکار کرتا ہے جو ایک صحیح حدیث کا انکار کرے وہ منکر حدیث ہے تو جو ستر ہزار احادیث کا انکار کرے

اس کا دعویٰ ''اہل حدیث'' ہونا کیسے صحیح ہوسکتا ہے تو اب یہ کہنے کا جواز نہ رہا کہ جو حدیث بخاری ومسلم یا صحاح ستہ میں نہیں وہ صحیح نہیں۔

جو احادیث بخاری میں نہیں ہیں:

غیر مقلدین رفع یدین کے مسئلہ میں تو اس نعرہ کا سہارا لیتے ہیں کہ رفع یدین کی احادیث بخاری میں ہیں اور ترک رفع یدین بخاری میں نہیں لیکن سورہ فاتحہ سے پہلے اونچی آواز سے بسم اللہ پڑھ کر آمین اونچی آواز سے کہہ کر اور سینے پر ہاتھ باندھ کر اس نعرہ کو نظر انداز کر کے خود ہی اس کی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں کیونکہ بلند آواز سے آمین کہنا اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر بخاری ومسلم کی کسی صحیح مرفوع حدیث میں نہیں اور حضور ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ آہستہ آواز سے پڑھتے تھے اور کسی ایک صحیح حدیث میں حضور ﷺ کا اونچی تسمیہ پڑھنا ثابت نہیں ہے لیکن غیر مقلدین پھر بھی تسمیہ اونچی پڑھتے ہیں الغرض یہاں بخاری ومسلم کی روایات کو ترجیح دینے والا اصول کیوں بے اثر ہو جاتا ہے۔؟

نیز غیر مقلدین سورہ فاتحہ کے بعد طویل سکتہ کرتے ہیں تا کہ مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ لیں یہ سکتہ بخاری مسلم میں نہیں ہے بلکہ کسی بھی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ ناصر الدین البانی نے اور ابن تیمیہ نے اس کو بدعت قرار دیا ہے پھر بھی غیر مقلدین سکتہ کر کے اپنے بدعتی ہونے کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

غیر مقلدین وتروں میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں بخاری ومسلم میں اس کا بھی ثبوت نہیں بلکہ صحاح ستہ کی کسی بھی صحیح مرفوع حدیث میں اس کا ثبوت نہیں۔

ہر نمازی نماز کے شروع میں سبحانك اللهم...... پڑھتا ہے بخاری میں یہ دعا مذکور نہیں ہے اسی طرح رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتا ہے سجدہ میں سبحان ربی الاعلی پڑھتا ہے بخاری میں یہ بھی مذکور نہیں ہیں۔ معراج کی رات نبی کریم ﷺ نے مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کرام کو نماز پڑھائی بخاری میں مسجد اقصیٰ میں جانے کا ذکر ہی نہیں ہے۔ تو بخاری بخاری کی رٹ لگانے والو کیا ان سب باتوں کا انکار کر دو گے؟

اہل علم جانتے ہیں کہ ضعیف حدیث کوئی من گھڑت حدیث نہیں ہوتی بلکہ وہ قابل عمل حدیث ہے تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے لیکن احکام مثلاً حلال وحرام اور عقائد میں اس پر عمل جائز نہیں ہے لیکن اس کتاب کے متشدد مرتب اور مترجم نے محدثین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لکھا کہ امام بخاری وغیرہ کے نزدیک ضعیف حدیث پر نہ تو احکام میں عمل جائز ہے اور نہ ہی فضائل اعمال میں۔ یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے کیونکہ امام بخاری خود اپنی کتابوں میں ضعیف احادیث لائے ہیں۔ (ابھی ثبوت پیش کئے جاتے ہیں)

مزید لکھا اگر ضعیف حدیث کو اسکا ضعف بیان کئے بغیر ہی آگے نقل کر دیا تو یقیناً ایک طرف تو یہ رسول اللہ ﷺ پر افتراء (جھوٹ) ہوگا اور دوسری طرف لوگوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ۔ جو شخص حدیث کا ضعف جانتا ہے اور پھر اسے بیان نہیں کرتا تو وہ ایسا کرنے کی وجہ سے گنہگار بھی ہوتا ہے اور لوگوں کو دھوکہ بھی دیتا ہے...... پھر بہت سے لوگ محض اس لئے جان بوجھ کر ضعیف اور مجہول اسناد والی احادیث بیان کرتے ہیں کہ عوام میں ان کی شہرت ہو اور یہ کہا جائے کہ ان کے پاس بہت زیادہ احادیث ہیں جو شخص علم کے معاملے میں اس روش کو اختیار کرتا ہے اس کے لئے علم میں کچھ حصہ نہیں اور اسے عالم کہنے کی بجائے جاہل کہنا زیادہ مناسب ہے۔

اس عبارت میں ''عمران ایوب لاہوری'' لکھتا ہے اگر ضعیف حدیث کو اسکا ضعف بیان کئے بغیر ہی آگے نقل کر دیا تو یہ یقیناً ایک طرف تو رسول اللہ ﷺ پر افتراء ہوگا اور دوسری طرف لوگوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ اور وہ خود گنہگار بھی ہے اور دھوکہ باز، اور ریا کار بھی اور

وہ عالم نہیں جاہل ہے۔اب دیکھنا ہے کس کس نے حدیث کا ضعف بیان کئے بغیر ضعیف حدیث کو نقل کیا ہے

امام بخاری کی ''گستاخی''

امام بخاری نے ضعیف احادیث بیان کی ہیں:

(۱) للإمام سكتتان فاغتنموا القراء ة فيهما بفاتحة الكتاب (رواہ البخاری فی الجزء القراءة ص ۳۳)

ترجمہ: امام کے لئے دو سکتے ہیں تم ان میں سورہ فاتحہ کی قراءت کو غنیمت جانو۔

ناصر الدین البانی نے کہا لا اصل له مرفوعا دیکھو سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ حدیث:546

(۲) كان للنبى ﷺ سكتتان سكتة حين يكبر و سكتة حين يفرغ من قراء ته (رواہ البخاری فی الجزء القراءۃ ص ۲۳)

ترجمہ: نبی ﷺ کے لئے دو سکتے تھے ایک سکتہ جب آپ تکبیر کہتے اور دوسرا سکتہ جب قراءت سے فارغ ہوتے۔

ناصر الدین البانی نے ضعیف کہا دیکھو (سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ حدیث: 547)

اب جواب دو تمہارے محدث العصر ناصر الدین البانی نے امام بخاری کی احادیث کو ضعیف کہا ہے اور تم کہتے ہو کہ ضعیف احادیث بیان کرنے والا رسول اللہ ﷺ پر افتراء (جھوٹ) باندھنے والا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا اور گنہگار بھی ہے اور دھوکہ باز بھی، ریاکار ہے وہ عالم نہیں جاہل ہے۔

پھنسا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے جال میں صیاد آ گیا

امام بخاری نے صحیح البخاری میں بھی ضعیف احادیث درج کی ہیں: بخاری میں ایسے راویوں کی تعداد بہت ہے جو بدعقیدہ گمراہ تھے جیسے جہمی، قدری، رافضی، ناصبی، خارجی، معتزلی، اس پر مستزاد یہ کہ مطعون راوی بھی کم نہیں تفصیل کے لئے دیکھئے ''مقدمہ فتح الباری ہدی الساری،،

صحیح البخاری میں بھی ایسے مجروح راوی ہیں جن پر خود امام بخاری کی تنقید موجود ہے مثلاً کتاب الوضوء باب الاستنجاء بالماء حدیث نمبر: ۱۴۶ کے تحت امام بخاری نے ایک حدیث اس سند کے ساتھ ذکر کی ہے حدثنا ابو الوليد هشام بن عبد الملك قال حدثنا شعبة عن ابى معاذ واسمه ابى ميمونة قال سمعت انس بن مالك يقول كان النبى ﷺ اذا خرج لحاجته ...... اس کی سند میں عطا بن میمونہ ہے اس کے بارے میں کتاب الضعفاء میں خود امام بخاری نے لکھا: یزید بن ہارون نے کہا یہ عمران بن حصین کا غلام تھا اور قدری تھا (تقدیر کا منکر)۔ (کتاب الضعفاء ص:۲۷۱)

اسی طرح دوسری جلد کتاب المغازی باب باب بعث ابى موسى ومعاذ الى اليمن حدیث نمبر ۱۳۹۹۹ اس سند کے ساتھ مروی ہے حدثنى عباس بن الوليد قال حدثنا عبد الو احد عن ايوب بن عائذ اس حدیث کی سند میں ایوب بن عائذ ہے۔ اسے امام بخاری نے اسی ''کتاب الضعفاء،، میں لکھا ايوب بن عائذ الطائى كان يرى الارجاء کہ ایوب بن عائذ مرجیہ تھا (کتاب الضعفاء الصغیر: ۲۵۳) (نزہۃ القاری شرح بخاری: ۱/ ۱۴۶)

اب لگاؤ امام بخاری پر فتوی کہ انہوں نے بغیر وضاحت کے ضعیف حدیثیں درج کی ہیں۔اب کوئی دوسری بخاری تیار کرو۔

وہابیوں کے نزدیک امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی دھوکہ باز اور جاہل تھا:

کیونکہ اس نے بھی ''کتاب التوحید،، میں ضعیف بلکہ من گھڑت روایات درج کی:

(۱) نبی کریم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔باب ماجاء ان الغلو فى قبور الصالحين

اس حدیث کوناصرالدین البانی نے ضعیف قراردیاہے(دیکھوسلسلہ الضعیفہ)

(۲)موضوع(خودساختہ)روایت و ان من ضعف الیقین ان ترضی الناس بسخط الله (باب انما ذلکم الشیطان یخوف) اس حدیث کوناصرالدین البانی نے موضوع(من گھڑت) قراردیاہے(دیکھوسلسلہ الضعیفہ)

(۳)امام الوہابیہ نے موضوع(خودساختہ) روایت بیان کر کے حضرت آدم علیہ السلام پرشرک کافتوی لگادیا وہ روایت یہ ہے

لما تغشاھا آدم حملت فاتاھما ابلیس فقال انی صاحبکما الذی اخرجتکما من الجنة لتطیعانی...... یہ روایت لکھنے کے بعدکہا شرکاء فی طاعته حضرت آدم وحواعلیہم السلام نے اطاعت میں شرک کیا(دیکھوکتاب التوحیدباب فلما آتهما صالحا)

ابن عبدالوہاب نجدی کی وہ موضوع روایت جس کونجدی آج تک کسی کتاب سے نہیں دکھاسکے

دخل الجنة رجل فی ذباب و دخل النار رجل فی ذباب(باب ما جاء فی الذبح لغیر الله) اس حدیث کے تحت منداحمدکاحوالہ دیاہے لیکن وہابی اس حدیث کواس کتاب سے نکال کردکھانے سے عاجز ہیں کیونکہ یہ بھی ان کی خودساختہ ہے۔ اب لگاؤاپنے امام پرفتوی جوضعیف بلکہ من گھڑت حدیثیں بیان کر کے مسلمانوں بلکہ انبیاءکرام کومشرک قراردیتاہے۔ ہماری طرف سے توجواب یہی ہے لعنة الله علی الکاذبین

وہابیوں کے نزدیک:امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی بھی دھوکہ بازاورفراڈیاتھا:

لا تقولوا ماشاء الله و شاء محمد وقولوا ماشاء الله وحده (مشکوۃ شریف حدیث۴۷۷۹کتاب الادب باب الاسامی) کی یہ روایت اپنی کتاب ''تقویۃ الایمان،، میں درج کر کے لکھا''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا،،حالانکہ صاحب مشکوۃ نے اس کی وضاحت فرمادی ہے کہ یہ روایت منقطع(ضعیف) ہے۔اب تمہارے بیان کردہ اصوال کے مطابق امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی بھی رسول اللہ ﷺ پرافتراءباندھنے والا اوردھوکہ بازجاہل تھا۔یہ ضعیف حدیث لکھ کرکہتاہے''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا،،(نعوذ باللہ)۔یہ دونوں کتابیں''کتاب التوحیداورتقویۃ الایمان،،ضعیف اورموضوع روایت سے بھری پڑی ہیں لیکن وہابیوں کوآج تک توفیق نہیں ہوئی کہ ان کی صحیح اورضعیف اورموضوع روایات الگ الگ کردیں اس کی وجہ یہ ہے کہ پھران کے پاس لوگوں کومشرک اوربدعتی کہنے کے لئے کوئی صحیح دلیل نہیں ہوگی۔وہ ضعیف اورموضوع روایتوں کاسہارالیکرمسلمانوں کومشرک بنارہے ہیں

وہابیوں کے نزدیک غیرمقلدحکیم صادق سیالکوٹی بھی دھوکہ بازاورجاہل نکلا:

(۱)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلا الضَّالِيْن پڑھاتوآمین کہی حتیٰ کہ صف اول میں جوآپ سے قریب تھااس نے سن لی۔(ابوداود حدیث:934)

یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی اسی سند سے ہےاوراس میں ہے کہ مسجدگونج جاتی تھی۔(ابن ماجہ:855)

اس حدیث کوغیرمقلدین کے سب سے بڑے محدث ناصرالدین البانی نے سلسلہ احادیث الضعیفہ میں ضعیف قراردیاہے دیکھئے حدیث:951اس حدیث میں ایک راوی بشربن رافع ہے جس کوامام بخاری،امام ترمذی،امام احمد،امام نسائی اورابن حصین نے ضعیف قرار دیاہے۔(نصب الرایۃ371/1)

علامہ بیہقی فرماتے ہیں : ابو الاسباط بشر بن رافع وقد اجمعوا علی ضعفه تمام علماءکااجماع ہے کہ ابوالاسباط بشر بن رافع ضعیف ہے۔(مجمع192/1)

اس کی سند میں دوسرا راوی ابوعبداللہ عم ابی ہریرہ ہے۔ یہ راوی مجہول ہے اور بشر بن رافع کے علاوہ کسی اور نے اس سے نقل نہیں کیا۔(نصب الرایۃ 371/1)

ابن حبان نے کہا یہ موضوع حدیث روایت کیا کرتا تھا۔

اس حدیث کو حکیم صادق غیر مقلد سیالکوٹی نے اپنی کتاب ,,صلوۃ الرسول،، میں ص:۱۹۵- پرآمین بالجہر پر استدلال کرتے ہوئے درج کیا ہے لیکن آپ اس کی سند کا حال دیکھ چکے ہیں جس سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ہم سے بخاری اور مسلم کی احادیث کا مطالبہ کرنے والے خود اس قسم کی ضعیف الاسناد احادیث لکھ کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کم از کم اپنے نام ہی کی لاج رکھتے۔

غیر مقلدین کا مولوی حکیم صادق صاحب سیالکوٹی ,,صلوٰۃ الرسول،، ص:۱۹۶ میں لکھتے ہیں:

حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نے وَلَا الضَّالِيْن کہا تو آمین کہا حتیٰ کہ انہوں نے عورتوں کی صف میں سن لی۔ اس میں ایک راوی اسماعیل بن مسلم مکی ہے جس کو علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد 264/1 میں اور قاضی شوکانی نے نیل الاوطار میں ضعیف قرار دیا ہے۔ شیخ مبارکپوری غیر مقلد کہتے ہیں کہ ابن مبارک نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور امام احمد فرماتے ہیں۔ یہ منکر الحدیث ہے۔(تحفۃ الاحوذی 98/2)

تمہارے دو غیر مقلد محدثین مبارک پوری اور شوکانی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اب لگاؤ فتوی حکیم صادق پر دھوکہ باز، گمراہ گر جاہل ہونے کا

بچو گے تم اور نہ ساتھی تمھارے
گر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

حکیم صادق غیر مقلد کا خود ساختہ موضوع روایت سے رفع یدین پر استدلال کرنا:

حکیم صادق صاحب اپنی کتاب ,,صلوٰۃ الرسول،، ص:۲۴۱ میں حضرت ابن عمر والی روایت نقل کی جس میں قبل الرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین کا ذکر ہے اور اس میں یہ زیادتی ہے فما زالت تلك صلاته حتی لقی الله تعالی پس ہمیشہ آپ کی یہی نماز رہی یہاں تک کہ آپ اللہ سے جا ملے۔ مگر یہ روایت موضوع ہے اس کے دو راوی کذاب ہیں اس کی سند میں عصمت بن محمد ایک راوی ہے اس پر محدثین نے شدید جرح کی ہے یحیٰی بن معین فرماتے ہیں کذاب یضع الحدیث عقیلی فرماتے ہیں یحدث بالبواطیل ابن عدی فرماتے ہیں کل حدیثه غیر محفوظ۔ (میزان الاعتدال 68/3 لسان المیزان 170/4) اس کی سند میں ایک اور راوی عبدالرحمٰن بن قریش ہے اس پر بھی ائمہ رجال نے جرح کی ہے بعض نے اسے متہم بالوضع قرار دیا ہے۔(میزان الاعتدال 582/2 لسان المیزان 425/3)

جو ضعیف حدیث بیان کرے وہ دھوکہ باز فراڈیا اور گمراہ ہے لیکن جو من گھڑت موضوع حدیث بیان کر کے لوگوں کو دھوکہ دے اور اپنا الوسیدھا کرے تو اب تم خود ہی بتاؤ کہ وہ دجال کا ساتھی ہے یا نہیں کیا اس پر یہ حدیث فٹ نہیں ہوتی "کہ جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔(بخاری کتاب العلم)

وہابیوں کے نزدیک غیر مقلد اقبال کیلانی بھی دھوکہ باز اور گمراہ ثابت ہوا

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ میں نکل کر یہ ندا کرو کہ نماز نہیں ہے مگر قرآن کے ساتھ اگر چہ سورہ فاتحہ ہو یا اس پر کچھ زائد۔(ابوداود حدیث: 823)

یہ ضعیف حدیث محمد اقبال کیلانی غیر مقلد نے اپنی کتاب ,نماز کے مسائل،، کے ص نمبر 80-81 اور مسئلہ نمبر 192-199 پر درج کی ہے

ناصرالدین البانی غیر مقلد نے کہا هذا حديث منكر دیکھوضعیف ابوداود
اب کیلانی صاحب پر بھی صادق سیالکوٹی والافتوی صادر کیجئے

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
ذرا اپنا بیگانہ پہچان کر

(۲) رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں تھے اور آپ نے قرآن پڑھا۔لیکن آپ ﷺ پر قراءت بوجھل ہوگئی۔نماز ختم ہونے کے بعد جب آپ نے پوچھا: کہ تم بھی امام کے پیچھے پڑھتے ہو تو انہوں نے کہا: ہاں یارسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسا مت کروالبتہ سورہ فاتحہ ضرور پڑھو کیونکہ اس کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔اس حدیث کی سند یہ ہے عن محمد بن اسحاق عن مكحول عن محمود بن الربيع عن عبادة بن الصامت (ابوداود حدیث ۸۲۳، ترمذی نسائی مشکوۃ حدیث ۸۵۴)
یہ ضعیف حدیث محمد اقبال کیلانی غیر مقلد نے اپنی کتاب نماز کے مسائل،، کے ص نمبر 79 اور مسئلہ نمبر 192 پر درج کی ہے
ناصرالدین البانی غیر مقلد نے کہا هذا حديث ضعيف دیکھوضعیف ابوداود
اب بتاؤ کیانی صاحب دھوکہ باز اور جاہل ہیں یا نہیں

امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے والی ایک بھی حدیث صحیح اور صریح نہیں ہے سب ضعیف ہیں:

(۱) جب میں بلند آواز سے پڑھوں تو قرآن سے کچھ نہ پڑھوسوائے سورہ فاتحہ کے۔اس حدیث کی سند یہ ہے عن مكحول عن نافع بن محمود بن الربيع (ابوداود حدیث ۸۲۴ ترمذی 311 نسائی 919 مشکوۃ 854)
ناصرالدین البانی غیر مقلد نے کہا هذا حديث ضعيف لأن في سندها نافع بن محمود بن ربيع دیکھوضعیف ابوداود
(جاری ہے)

[redacted]

مولانا عمر فاروق توحیدی (سابق ناظم تبلیغ اہل حدیث یوتھ فورس ضلع سیالکوٹ شاگرد مولوی جاوید اقبال سیالکوٹی مصنف کتب کثیرہ، غلام الدین توحیدی کے بیٹے، قاری شہاب الدین بخاری یونیورسٹی موترہ سیالکوٹ کمپیوٹر کلاس کے ابتدائی انچارج، بہنوئی عمر فاروق طور ناظم نندی پور ٹاؤن سابق خطیب مرکزی مسجد اہل حدیث تلواڑہ مغلاں سیالکوٹ اور قاری اکبر امام و مدرس مسجد اہل حدیث پل ایک نیکا پورہ) نے مسلک اہل حدیث کو من گھڑت اور گستاخ مذہب قرار دیکر مسلک حق اہل سنت و جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا اور کہا کہ اب جان تو جا سکتی ہے مگر میں گستاخ مسلک مذہب میں نہیں جا سکتا ان باتوں کا اظہار مولانا توقیر الحسن قادری اشرفی صدر جمعیت علماء پاکستان تحصیل سیالکوٹ شاگرد رشید مفتیٔ اعظم پاکستان رئیس المحققین مفتی محمد اشرف القادری دامت برکاتہم العالیہ محدث گجراتی سے دس دن مختلف اوقات مقررہ عقائد و مسائل پر تفصیلی ثبوت وگفت وشنید کے بعد کیا مزید رائل میرج ہال کوٹلی بہرام سیالکوٹ کے توحید سیمینار مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی صاحب کی موجودگی اور پورے اجتماع کے سامنے یکم اگست 2010 کو اعلان کرتے ہوئے مسلک اہل سُنت و جماعت کو اختیار کیا نیز مفکر اسلام ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب اور مفتی محمد حسین صدیقی بھی ان کی اہم رہنمائی کے سبب بنے۔
منجانب: استاذ العلماء علامہ قاری خاور حسین نقشبندی ضلعی امیر ادارہ صراط مستقیم سیالکوٹ ☆ جناب ڈاکٹر احمد فراز سیکرٹری اطلاعات سُنی تحریک ضلع سیالکوٹ ☆ قاری نذیر احمد قادری اشرفی امیر بزم اشرفیہ ضلع سیالکوٹ

ہندو مذہب

اسلام کے کٹہرے میں

(سیدی وسندی حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ نے اپنے اس سگ بارگاہ کو ادیان عالم پہ ریسرچ کر کے مضامین مرتب کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔اس سے قبل متعدد ادیان پہ مضامین نذر قارئین ہو چکے ہیں، زیر نظر مضمون اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے)

(قسط اول)

﴿سعید آسوی﴾

ہندو کا معنیٰ:

لفظ "ہندو" کے مختلف زبانوں میں مختلف معانی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

رہزن، غلام، کالے رنگ والا، ہندوستان کا باشندہ، دریائے سندھ کے مشرق میں رہنے والا۔

مسٹر گووند اس کی تحقیق کے مطابق یہ لفظ سنسکرت کی قدیم کتابوں میں استعمال نہیں ہوا (ہندوازم)

ہندومت کی تعریف: مذہب کی جامع ومانع تعریف کرنا محال ہے۔اس کے عقیدے اور اصول مبہم وغیر واضح ہیں۔یہ ان گنت فرقوں میں بٹا ہوا ہے جن میں کوئی مشترک بات تلاش کرنا امر محال ہے۔ان کی نہ کوئی ایسی مقدس کتاب ہے جسے تمام فرقے اپنے مذہب کا ماخذ مانتے ہوں۔نہ کوئی ایسا مذہبی پیشوا ہے جسے سارے ہندو سند یا اتھارٹی مانتے ہیں۔چنانچہ بنارس ہندو یونیورسٹی کی کورٹ کونسل اور سینٹ کے ممبر، مسٹر گووند اس اپنی کتاب ہندوازم میں لکھتے ہیں:

"ہندو دھرم کی کوئی تعریف (Definition) ممکن نہیں، اس لئے کہ اسکے حدود ہی متعین نہیں"

اسی طرح پنڈت جواہر لال نہرو، سابق صدر بھارت ڈاکٹر رادھا کرشنن، شری اربندو گھوش اور دیگر ہندو مشاہیر خود اپنی تحریروں میں کم وبیش ایسے ہی خیالات کا اظہار کر چکے ہیں جن کا لب لباب یہ ہے کہ ہندومت کی تخلیق میں بے شمار افراد، قوموں، تہذیبوں اور مذاہب کا ہاتھ ہے۔ہندومت نے مختلف مذاہب کے معتقدات واعمال کو جذب کیا اور اس کے نتیجے میں وہ دنیا جہان کے مختلف ومتضاد مذہبی نظریات وافعال کا معجون مرکب بن گیا۔اس مذہب کے رہنما اپنے عوام کو تلقین کرتے ہیں کہ مذہب سمجھ میں آنے والی چیز نہیں ہے بس آنکھیں بند کر کے اس پر عمل کئے جاؤ۔

یہی وجہ ہے کہ ہندو مذہب میں بتیس کروڑ خدا پوجے جاتے ہیں اور جنوں، پریوں اور توہمات سے لوگوں کو ڈرایا جاتا ہے۔

ہندومت کا دینی ادب

ہندو اپنے دینی ادب کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

ا۔شرتی: یعنی کانوں سے سنا ہوا، الہامی۔یہ حصہ ویدوں پر مشتمل ہے۔ویدوں کے بارے میں ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ ان میں ان 'حقائق' کا بیان ہے۔جنہیں قدیم رشیوں (روحانی شخصیات) نے اپنے اعلیٰ مقامات کی بنا پر سن لیا اور پھر ان کو الفاظ کا جامہ پہنا دیا تھا۔

۲۔سمرتی: یعنی باپ دادوں کی طرف سے پہنچا۔ اس حصے میں وہ تمام کتب شامل ہیں جو ویدوں کے علاوہ ہیں

وید: لفظ وید کا مصدر 'وِدْ' ہے جس کا معنی سوچنا، غور کرنا، جاننا، موجود ہونا، حاصل کرنا ہیں۔ خود وید میں یہ لفظ دنیوی مال ومنال کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ گویا وید اسکے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ وہ لٹریچر ہے جو تقریباً دوہزار سال کے عرصے میں ہندوؤں نے مختلف علوم و رسوم سے متعلق جمع کیا۔ یہ مختلف اور متضاد مواد پر مبنی ہے۔

وید کا موضوع: ویدوں کا موضوع اپنے مقاصد اور ضروریات کے لئے دیوی دیوتاؤں کی تعریف اور مناجات ہے۔

ویدوں کی تصنیف کی غرض وغایت: ویدوں کی تصنیف کی غرض وغایت آگ، ہوا، سورج اور پانی کی پرستش کرنا اور ان کے ذریعے سے دنیوی فوائد حاصل کرنا ہے۔

وید بلحاظ تقسیم: تقسیم کے لحاظ سے وید چار ہیں۔

۱۔رگ وید(Reg Veda): اس کے دس ہزار منتر ہیں جو 1017 سوکتوں (گیتوں) اور دس منڈلوں (ابواب) میں تقسیم ہے۔ سارا وید نظم میں ہے۔ یہ دیوی دیوتاؤں کی شان میں کہے گئے بھجنوں اور گیتوں کا مجموعہ ہے۔

۲۔یجر وید(Yajur Veda): یہ رگ وید سے ماخوذ ہے، قربانیوں کے موقع پر گایا جاتا ہے۔

۳۔سام وید(Sam Veda): اس میں مختلف راگ اور گیت ہیں جو کہ رگ وید سے ماخوذ ہیں۔ محض 75 بھجن اس کے اپنے ہیں۔

ان تین ویدوں کو 'تری ودیا' (علوم ثلاثہ) کا نام دیا جاتا ہے۔

۴۔اتھروید(Atharva Veda): اس میں کل چھ ہزار منتر ہیں جن میں سے بارہ سومنتر رگ وید سے ماخوذ ہیں۔ نصف کے قریب نثر میں ہیں اسکا زیادہ حصہ جادو سے متعلق ہے۔

ہر وید کو مندرجہ ذیل چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے (بعض نے تین کہا جبکہ ویدوں کی ڈکشنری کے نزدیک دو ہیں)

سمہتا(Samhita): اس میں قدیم آریائی دیوی دیوتاؤں کی شان میں کہے گئے بھجن اور گیت شامل ہیں۔

برہمن: اس میں زیادہ تر مذہبی رسومات، آداب زندگی، قربانی وغیرہ کے قاعدے اور ضابطے ہیں۔

آرنیکا(Aran yakas): اس حصے کو جنگلوں میں تصنیف کیا گیا یا جنگلوں میں جا کر پڑھا جاتا ہے۔

اپنشد(upanishad): اپنشد کو ویدانت بھی کہتے ہیں کیونکہ اس حصے میں وید کا انت (خاتمہ) ہو جاتا ہے۔ ہندو افکار کا کمال اس حصے میں بیان ہوا ہے۔

لفظ وید صرف ان معروف کتابوں کا نام ہی نہیں بلکہ دیگر متعدد کتب کو بھی یہ نام دیا گیا ہے۔ جیسے

پران وید (قصے کہانیوں کا وید)۔ آیور وید (طب)۔ اتہاس وید (تاریخ)۔ سرپ وید (سانپ کا وید)۔ دھرو وید (تیر کمان کا وید)۔ پشاچ وید (چڑیلوں کا وید)۔ اسر وید (شیطانوں کا وید)

اپنشد کے بعد کی تصانیف جیسے رامائن، مہابھارت، پران، شاستر وغیرہ ویدک ادب کا حصہ نہیں سمجھی جاتیں اس لئے ان کو شرتی (الہامی) ہونے کا درجہ حاصل نہیں۔ بعد کی یہ کتابیں سمرتی (رٹ کر یاد کی ہوئی) اور انسانوں کی تصنیف کردہ شمار ہوتی ہیں۔

وید بار ہا گم ہوئی: مہابھارت شانتی پرو شلوک ۱۳۴۷۵ کے مطابق دو اسر (جن) وید کو چرا کر لے گئے۔

اس پرو کے شلوک ۱۳۵:۶ میں بھی یہی لکھا ہوا ہے۔ رگ وید ادی بھاشیہ بھومکا (دیانند) کی تمہید میں لکھا ہے کہ جو زمانہ ویدوں کی تعلیم کا مستشرقین بیان

کرتے ہیں وہ دراصل ویدوں کا رواج نہ رہنے کا زمانہ ہے۔ یہاں سے بھی معلوم ہوا ہے کہ وید کا تواتر تاریخی مفقود ہے۔

مہابھارت شلیہ پروا(Shalya Parva) میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ملک میں بارہ برس تک بارش نہ ہونے کے سبب سخت قحط پڑا۔ سب رشی معاش کی تلاش میں نکل گئے اور ویدان کے ذہنوں سے بالکل محو ہو گیا۔ پھر سرسوت نے ویدوں کو دوبارہ قائم کیا اور رشیوں کے واپس آنے پر ان کو ویدوں کی تعلیم دی (ہندوازم صفحہ 83)

بدھ چرتر میں بھی لکھا ہے کہ وید مکمل طور پر بھول گئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوابتداء میں وید لکھنا جائز نہیں سمجھتے تھے اسلئے بارہ دفعہ ضائع ہو چکے ہیں۔ موجودہ وید بیاس ودیا نے از سرنو مرتب کی۔

ان حقائق سے معلوم ہوا کہ وید اگرچہ جیسے بھی تحریر کیے گئے تھے، اب اس حالت میں بھی موجود نہیں۔

ویدوں کی تعداد: جب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ویدوں پر ایسے زمانے بھی آئے ہیں جب وہ اس دنیا سے اٹھ گئے تھے تو لازماً انکی تعداد میں بھی اختلاف ہوگا اور ہے۔ اور تغیر وتبدیل کا واقع ہونا بھی ایک لازمی امر ہے۔

ایک نظریہ ہے کہ وید ایک ہی تھا (وشنو پران)۔۔۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ وید تین ہیں (شت پتھ برہمن)۔۔۔ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ وید چار ہیں (ہندوازم)۔۔۔ ایک خیال کے مطابق وید پانچ ہیں (بھارت درش کا دھارمک اتہاس ص ۳۵)۔۔۔ ایک خیال یہ ہے کہ ویدوں کی تعداد ۱۱۳۱ ہے (مہابھاشیہ پاتنجلی)۔۔۔ ایک نظریے کے مطابق تیرہ ہیں۔ اور بلا آخر وید بے شمار ہو گئے۔ (تیتریہ برہمن)

﴿ویدوں میں تحریف﴾

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ تمام ویدیں تغیر وتبدل (تحریر کردہ حالت سے تبدیلی) کی زد میں آ چکی ہیں۔ چند نمونے درج ذیل ہیں۔

رگ وید میں تحریف کا ثبوت:

۱۔ پنڈت ویدک منی لکھتے ہیں۔

''حقیقت میں جس قدر بری حالت اس وید کی ہوئی ہے اتنی اور کسی وید کی نہیں ہوئی'' (آگے انہوں نے اسکی تفصیل بیان کی ہے) (ویدسروسوص ۹۷)

۲۔ پنڈت شانتی دیوشاستری رسالہ گنگا فروری ۱۹۳۱ء صفحہ ۲۳۱ پر لکھتا ہے:

''جس وقت شونک رشی کا چرن ویوہ تصنیف ہوا اس وقت شاکل سنہتا (رگ وید) کے ایک لاکھ ۵۳ ہزار آٹھ سو چھبیس الفاظ، چار لاکھ ۳۲ ہزار حروف اور دس ہزار چھ سو بائیس منتر تھے۔ مگر آج کل گنتی کرنے پر یہ تعداد نہیں ملتی۔

سام وید میں تحریف کا ثبوت:

سام وید سب ویدوں سے زیادہ تحریف شدہ ہے۔ اس میں ۷۰ منتر اسکے اپنے ہیں جبکہ ۱۸۰۰ منتر رگ وید کے ہیں۔

یہ وید جونا گڑھ، کلکتہ، بنارس، لاہور اور اجمیر کے مطبع میں چھاپا گیا ہے لیکن ہر مطبع کے مطبوعہ سام وید کے منتروں کی تعداد میں اختلاف ہے۔

۱۔ اجمیر میں آریاؤں کے مطبوعہ سام وید میں منتروں کی تعداد ۱۸۲۴ ہے۔

۲۔ پنڈت شوشنکر آریا پنڈت کے حساب سے تعداد ۱۵۴۹ ہے۔

۳۔ جیوانند ودیا ساگر کے مطبوعہ سام وید میں تعداد ۱۸۰۸ ہے۔

۴۔ سوامی ہری پرشاد جی نے ۶۵ منتر کا نیا سام وید شائع کیا ہے۔

۵۔ پنڈت سات ولیکر کے حساب سے منتروں کی تعداد صرف ۷۰ ہے۔

اسکے علاوہ قدیم نسخوں میں بھی بہت اختلاف ہے۔ چنانچہ پنڈت جے دیو شرما کا سام وید بھاشیہ مطبوعہ اجمیر کے حواشی ملاحظہ کیجئے۔

یجر وید میں تحریف کا ثبوت:

یجر وید بمبئی والے میں ۲۵ ادھیائے کے ۴۷ منتر ہیں۔ لیکن دیانند نے جو اجمیر سے چھپوایا ہے اس میں ۴۸ ہیں۔

☆...... یجر وید کے ۴۰ ادھیائے میں "اوم کھم برہم" بمبئی والے میں منتر کا جزو نہیں ہے لیکن دیانند نے اسکو منتر میں شامل کر دیا ہے۔

☆...... یجر وید بھاشا دیانند ادھیاء ۹ منتر ۲۰ میں لفظ 'گمیات' ملایا گیا۔

☆...... یونہی ۲۵ منتر ۴۸ میں پورا منتر ازیادہ کیا گیا ہے۔

☆...... ۲۶ منتر ۲۱ میں لفظ اگناوہ کو گرا وا بنا دیا گیا ہے۔

☆...... ۲۶ منتر میں لفظ ایو ہتے کو اپو ہتے بنا دیا گیا ہے۔

☆...... ۱۶ منتر ۳۸ میں لفظ میدھیاء کو ناموزوں سمجھ کر میگھیاء بنا دیا گیا ہے۔

☆...... ۳۸ منتر ۱۴ میں لفط گھرم کو دھرم بنا دیا گیا ہے۔

☆...... ۳۸ منتر ۱۴ میں سگھرم کو شدھرم بنا دیا گیا ہے۔ تعداد منتر میں بھی اختلاف ہے۔

☆...... یجر وید کے کل منتر دیانند کے نزدیک ۱۹۷۵، سات ولیکر کے نزدیک ۱۴۰۰، شوشنکر کے نزدیک ۱۹۸۷ اور سوامی ہری پرشاد کے نزدیک ۱۰۰۰ ہیں۔

اتھر وید میں تحریف کا ثبوت:

سوامی دیانند کے رگ وید آری بھاشیہ بھومکا ہندی کے صفحہ ۸۶۰ پر، لیکھر ام نے کلیات آریہ مسافر میں اور مہا بھاشیہ کے منصف نے لکھا ہے کہ اتھر وید کا پہلا منتر "اوم شنو دیوی" ہے لیکن موجودہ وید میں اس کا نمبر چھبیسواں ہے۔ معلوم ہوا کہ پہلے پچیس منتر بعد کی پیداوار ہیں۔

☆ پنڈت ہروے نرائن ایم ایس سی رسالہ گنگا بابت ماہ جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۲۴۳ پر لکھتا ہے:

"ویدوں میں کئی منتر ملائے گئے ہیں اور کئی نکالے گئے ہیں"

☆ ڈاکٹر تاراپد چوہدری ایم اے پی ایچ ڈی پروفیسر پٹنہ کالج رسالہ گنگا کے وید نمبر بابت ماہ جنوری ۱۹۳۲ء کے صفحہ ۴۷ پر لکھتا ہے:

"ان کے علاوہ ویدوں میں ایسے الفاظ بھی ہیں جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشدھ پاٹھ (غلط متن) ہے معلوم ہوتا ہے کہ بولنے والوں اور لکھنے والوں کی خامیوں کے باعث کئی قسم کی غلطیاں واقع ہوگئی ہیں"

☆ پنڈت ویدک منی جی اپنی کتاب عید سروسو کے صفحہ ۱۰۶، ۱۰۵ پر لکھتا ہے۔

"آج وید کے مختلف نسخوں میں طرح طرح کے اختلافات نظر آتے ہیں"

☆ مندرجہ بالا تمام باتوں کا خلاصہ مسٹر گووند اس کی یہ تحریر ہے:

"ہم نہایت آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ کتابیں جو آج ہمارے پاس موجود ہیں ویاس کے مرتب کردہ نسخہ کے مطابق نہیں ہیں۔ اسلئے کہ روایات کی رو سے ویاس بھی کئی ہو گذرے ہیں اور اس کے علاوہ ویدوں کے کئی اور ترتیب دہندگان، سنہتا لٹریچر جو آج ہمارے پاس ہے وہ تو اس مجموعہ کا پانچواں حصہ بھی نہیں جو آج سے ۲۲۰۰ سال پیشتر مہابھارت کے زمانہ میں موجود تھا" (ہندوازم۔ ص ۸۴)

ویدوں کو کب تالیف کیا گیا

ویدوں کی تدوین و تالیف کا زمانہ کون سا ہے، اس بارے میں جب بھی کوئی تحقیق کرے گا، اسے مختلف اقوال ملیں گے۔
پنڈت دیانند کے نزدیک ویدوں کا نزول ایک ارب نو کروڑ برس قبل ہوا۔ سناتن دھرمی اور آریہ سماجی بھی اسی پر متفق ہیں۔ جبکہ مستشرقین اور ہندو علماء کی جدید تحقیقات اس بات کی نفی کرتی ہیں۔

ڈاکٹر ہاگ (Haug) تیریہ برہمن کے انگریزی ترجمہ کے دیباچہ ص ۴۷ پر منتروں کا زمانہ ۱۴۰۰ سے ۲۰۰۰ برس قبل مسیح بتاتے ہیں۔ پروفیسر ابناش چندورت ۸۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ تک (رگ وید انڈیا)، مہا تما تلک ۴۰۰۰ سے ۵۰۰۰ برس قبل مسیح اور پروفیسر میکس ملر کی تحقیقات کے مطابق ۸۰۰ سے ۱۰۰۰ قبل مسیح (قدیم سنسکرت لٹریچر ص ۵۶۲ اور ترجمہ رگ وید جلد ۴ ہیبرٹ لیکچرز ص ۲۴۰)

پروفیسر مونیر ولیم (Monier William) ہندوازم میں لکھتے ہیں:

"In this manner we may be justified in assuming that hymns of in veda were probably composed by a succession of poets at different dates between 1500 and 1000 years before christ"(Hinduism P-19)

''چنانچہ ہم یہ فرض کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ویدوں کے گیت غالباً 1500 اور 1000 قبل مسیح کے درمیاں مختلف شاعروں نے مختلف تاریخوں میں لکھے''

ابناش چندر نے رگ وید انڈیا میں لکھا ہے:

"But the language of the Rigvedic Hymns being undoubtedly more archaic excepting some humns of the Xthe mandals than that of the Artharva Veda .... The two periods having probably been separated from each other by thousands of years, during which many physical and climatic changes had taken place"

(Regvedic India P-VIII)

''رگ وید کے حمیدہ گیتوں کی زبان دسویں منڈل کے چند گیتوں کو چھوڑ کر اتھر وید کی زبان سے قدیم ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ رگ وید کا زمانہ تالیف پہلے ہو گذرا ہے۔ یجر وید اور اتھر وید میں ایسے واضح جغرافیائی حوالے اور اندرونی شہادتیں موجود ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ وہ رگ وید کی نسبت بعد کے زمانہ میں مدون کئے گئے اور دونوں زمانوں میں ہزاروں سال کا وقفہ حائل ہے اور اس زمانے میں بہت سی طبعی اور موسمی تبدیلیاں ہو چکی تھیں''۔

جیمس ہسٹنگر (James Hastinger) نے اپنی انسائیکلوپیڈیا میں ویدوں کا زمانہ ۱۳۰۰ قبل مسیح سے ۲۰۰۰ قبل مسیح تک لکھا ہے۔
لیکن موجودہ تحقیقات نے ان تمام نظریات کو رد کر دیا ہے۔ جسکے مطابق وید میں بعض فنون، قصاب کے اوزاروں، بڑھئی کے ہتھیاروں اور برتنوں کا ذکر ہے جو کہ دس ہزار قبل موجود نہ تھے۔ (جاری ہے)

............☆☆............

آہ! حضرت فیض ملت بھی چلے گئے!

﴿ممنون احمد آسوی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل سنت کے لئے یہ خبر از حد الم ناک ہے کہ مخدوم العلماء، سند الفضلا، فخر العرفاء حضور فیض ملت جناب علامہ فیض احمد اویسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ 15 رمضان المبارک کو وصال فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) حضور فیض ملت کا خلا واقعی ایک بہت بڑا خلا ہے ایسی ہستیوں کا خلا پورا ہونا مشکل ہے۔ آپ علیہ الرحمہ کو یہی فکر رہتی تھی کہ نبی کریم ﷺ کے دشمنوں اور گستاخوں سے قوم کو کس طرح بچایا جائے۔ حضور فیض ملت علیہ الرحمہ دشمنوں کیلئے ننگی تلوار تھے۔ بہاولپور جیسے شہر میں تن تنہا دشمنان دین کو للکارا اور لاجواب کر دیا۔ آخری دم تک قلمی جہاد جاری رکھا۔ تصانیف کے میدان میں سب سے زیادہ کتب رقم کی ہیں۔ میں نے اپنے مرشد گرامی شہنشاہ طریقت، ترجمان حقیقت حضور قبلہ مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی زبان اقدس سے ان کا اکثر ذکر سنا ہے۔ آپ بہت زیادہ حضور فیض ملت کی تعریف فرماتے اور کہتے تھے کہ بہاولپور میں ہمارا صرف ایک ہی یار ہے۔ حضور فیض ملت کو بھی حضور مفکر اسلام کیساتھ بہت زیادہ محبت تھی، حضور فیض ملت کی زبانی حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کیساتھ ان کا تعلق سنئے، فرماتے ہیں:

"1965ء میں ایک مرد مومن سیالکوٹ شکر گڑھ سے نور پور (بہاولپور) کے ہائی سکول میں وارد ہوا۔ یہ قصبہ زہریلے دیوبندیوں کا مرکز تھا لیکن یہ مرد مومن اس مرد مولا کی کرامت تھی کہ تھوڑے عرصہ میں سکول کے اکثر طلبا کے ذہنوں کی کایا پلٹ دی اور مسلک حق اہلسنت کے جانباز سپاہی بن گئے انہوں نے اس مرد مولا سے فقیر کا تعارف کرایا ہوگا کہ ایک فقیر مسجد کوثر کے حجرہ محو بہ تدریس تھا کہ ایک بندہ خدا مع متشرع نوجوان کی فوج حجرہ کے کونے میں بیٹھ گئے۔ فقیر درس سے فارغ ہو کر ان سے ملاقات کا شرف پا کر تعارف کا عرض کیا آپ کے رفقاء نے کہا یہ حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب ہیں۔ نور پور ہائی سکول کے پروفیسر ہیں۔ آپ کا ہم نے تعارف کرایا تو آپ کو ملنے آئے ہیں۔ بادشاہ حبیب خدا ﷺ الارواح جنوب مجندہ اذاہ تعارف اسلف واذا تنا کراختلف (بخاری) عالم ارواح تعارف سے اب ہم دونوں یکجان دو قالب تھے۔ اب کے بعد انہوں نے نور پور (قصبہ) میں اقامت کے بجائے بہاولپور فقیر کے حجرہ (مدرسہ جامعہ اویسیہ) کو اقامت گاہ بنالی۔ نور پور ڈیوٹی سے فراغت پا کر فقیر کے ہاں رہنے کا معمول بنالیا جب ہم دونوں اکٹھے رہنے سہنے لگے تو بھلے لگتے تھے۔ انہیں فقیر کی رفاقت ایسی بھا گئی کہ جدائی گوارا نہ تھی یہاں تک کہ فقیر کو حامد آباد والدین کی زیارت کی سعادت اور بچوں کی خبر گیری کیلئے جانا ہوتا تو حامد آباد چل پڑے حالانکہ ہمارے مسکن حامد آباد تک پہنچنا سخت مشکل تھا۔ چونکہ بہاولپور میں فقیر کئی مشکلات میں گھرا ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے اس شعر کا مصداق تھا۔"

اک طرف اعدائے دیں، اک طرف حاسدیں
بندہ ہے تنہا شاہا تم پر کروڑوں درود

لیکن الحمدللہ فقیر کو علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب (علیہ الرحمہ) کی رفاقت سے بہت بڑا سہارا ملا۔ ایک سنی عالم سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھرے مجمع میں گستاخی کر ڈالی۔ فقیر نے اسی مجمع میں اسے خوب ذلیل کیا۔ اس پر بعض سنی اس مولوی کی وجہ سے میرے ساتھ نہ صرف بغض وعداوت بلکہ جانی دشمن بن گئے وہ مجھے دیوبندیوں سے کئی گنا زیادہ تکلیف دے رہے تھے حالانکہ اس وقت فقیر قابل رحم تھا۔ مدرسہ چلانے میں دشواریاں کھڑی کرنے کے درپے ہوگئے وہ حضرت غزالی زماں قدس سرہ کی بات مانتے تھے علامہ آسی صاحب اسی دوران سیالکوٹ (شکرگڑھ) واپس جا چکے تھے۔ جب فقیر کا معاملہ سنا تو فوراً غزالی زماں قدس سرہ کو عریضہ بھیجا کہ آپ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنا موقف بیان کر کے اویسی کو ستانے والوں کو سمجھائیں۔ غزالی زماں قدس سرہٗ نے انہیں جواب بھجوایا۔ الحمدللہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرا وہی موقف ہے جو امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا ہے اور آپ نے ان شر پسند لوگوں کو نہ صرف سمجھایا بلکہ سخت سرزنش فرمائی۔"

حضور فیض ملت کے کام کو صدیوں تک یاد رکھا جائے گا۔ اس دار فانی میں کوئی ہمیشہ رہنے کیلئے نہیں آتا، جو بھی اسی دنیا میں آیا آخر اس نے جانا ہی ہے۔ مگر اہل حق کو موت نہیں آتی بلکہ حیات ابدی عطا کیا جاتی ہے۔ بقول حضرت اقبال

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

بہاولپور کی سرزمین میں سب سے بڑا جنازہ آپ ہی کا ہوا ہے۔ دعا ہے کہ رب تعالیٰ نبی کریم ﷺ کا صدقہ حضور فیض ملت کے روحانی فیوض وبرکات کو جاری وساری رکھے اور آپ کے جانشین کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

[redacted]

مجاہد ملت جناب صاحبزادہ تبسم بشیر اویسی صاحب سرپرست اعلیٰ "تاجدار یمن" نارووال کے والد گرامی 25 اگست 2010 کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت پارسا، عابد وزاہد اور دین کا درد رکھنے والے انسان تھے۔ اور ان کے اخلاص کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا بھی اہلسنت کا درد رکھنے والا عطا فرمایا اور وہ دن رات خدمت اسلام کیلئے وقف ہیں۔ رب نبی کریم ﷺ کا صدقہ صاحبزادہ تبسم بشیر اویسی صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مزید ترقیاں عطا فرمائے۔ آپ کے والد گرامی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کا ختم شریف 17 ستمبر 2010 کو ہو رہا ہے تمام اہل اسلام کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ (ممنون احمد آسوی)

[redacted]

نباض دوراں، پاسبان مسلک رضا، ناشر زہد وطریقت حضرت العلام ابوداؤد محمد صادق مدظلہ العالی کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے طفیل آپ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر اہلسنت پر قائم دائم رکھے۔ تمام اہل اسلام سے گزارش ہے کہ ان کی صحت کیلئے دعا کریں۔ (ادارہ الحقیقہ)

"ایک عظیم ماں"

﴿مفتی محمد شاہد اقبال آسوی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غالباً 2000ء کی بات ہے جب ناچیز بی اے کا طالب علم تھا جس وقت میرا تعلق شہنشاہ طریقت، ترجمان حقیقت، حضور قبلہ عالم، حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمہ سے ہوا، اسی شخصیت کی بدولت بدعقیدگی کے طوفانوں سے بچا اور زندگی کے ہر موڑ پر آپ ہی نے میری رہنمائی فرمائی۔ میں نے جب بی اے کا امتحان دیا تو آپ علیہ الرحمہ کے حکم پر سانگلہ ہل کے دینی مدرسے جامعہ انوار مدینہ میں داخلہ لیا بحمہٖ تعالیٰ ان کی دعا و توجہ سے حصول علم کے ہر مرحلے میں کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ میں جو کچھ بھی ہوں اسی مرد قلندر کی نگاہ کا فیض ہے درس نظامی کے بعد میرے خطا پوش نے دوبارہ اپنے قدموں میں بلا لیا اور تدریس کے فرائض سرانجام دینے کا حکم فرمایا ساتھ ہی میری رہائش کا بندوبست میرے پیر بھائی ممنون احمد آسوی جن کو میں اکثر حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں دیکھتا تھا ان کے ہاں نقش لاثانی ہاسٹل میں کرایا۔ میں وہاں رہنے لگا میرے ساتھ اور طالب علم باہر کے دیہاتوں کے رہائش پذیر تھے اس دورانیہ میں نے ایک دن دیکھا کہ ایک مائی صاحبہ آتی ہیں وہ ہاسٹل کے بچوں کیساتھ بہت زیادہ محبت و شفقت کرتی ہیں ابھی رہتے ہوئے دو چار ماہ گزرے تھے کہ رمضان المبارک آ گیا میں نے دیکھا کہ وہ مائی صاحبہ سحری اور افطاری کا انتظام خود فرماتی اور غالباً ہم پچیس تیس ساتھی تھے جن کا انتظام کرتی تھیں۔ کبھی بھی ہم نے ان کے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار نہیں دیکھے اگر ایک طالب علم بھی آگے پیچھے ہو جاتا تو وہ بے چین ہو جاتی۔ میں نے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ مائی صاحبہ کون ہیں تو انہوں نے بتایا یہ ہمارے پیر بھائی ممنون احمد آسوی ایڈیٹر مجلہ الحقیقہ کی والدہ صاحبہ ہیں یہ عظیم خاتون حقیقت میں ایک تحریکی خاتون تھیں اس کو اپنے پیر خانے سے بے پناہ محبت تھی اگست 2006ء میں حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کا وصال شریف ہو گیا ہم پیر بھائیوں کا سنبھلنا مشکل تھا کیونکہ میری زندگی کا سب سے بڑا سانحہ یہی تھا لیکن خدا شاہد ہے کہ اس مائی صاحبہ نے ہماری ہمت بندھائی اور ہمیں ہر وقت نصیحت فرماتیں کہ آپ کے حضرت صاحب آپ کے ساتھ ہیں ان کی محبت اور شفقت سے ہمارے ٹوٹے ہوئے دلوں کو چین ملتا۔ میں سارا دن اپنے تدریسی کام میں مصروف رہتا جب ہاسٹل میں واپس آتا تو وہ مائی صاحبہ جنہیں ہم خالہ جی کے نام سے پکارتے تھے وہ تشریف لاتیں اور مجھ سے پوچھتیں کیا آپ نے کھانا کھایا، آپ کو کسی قسم کی کوئی پریشانی تو نہیں سچی بات یہ ہے کہ خالہ جی نے ہمیں جتنا پیار دیا ایسے ہی دیا جیسے حقیقی ماں دیتی ہے۔ اسی طرح ہمارے شب و روز گزرتے رہے خالہ جی کی صحت کبھی کبھی خراب ہو جاتی اور ہم دیکھتے تھے کہ کبھی ہسپتال میں دوائی لینے کیلئے جاتی ہیں، ہم ان کی صحت کا دریافت کرتے تو وہ بیمار ہونے کے باوجود بھی ہمیں کہتیں کہ میں ٹھیک ہوں، دو تین دفعہ وہ ہسپتالوں میں داخل بھی رہیں لیکن جب بھی واپس آتیں تو معمولات میں کوئی فرق نہیں آتا۔

نماز اور روزہ کی بہت پابندہ تھیں اس کے باوجود بھی کہتیں کہ میں بہت گنہگار ہوں۔ ایک بچہ عبدالرحمٰن آسوی جو ہسپتال میں خالہ جی کیساتھ ہسپتال میں رہا۔ کہتا ہے کہ خالہ جی ہسپتال میں بے ہوش تھیں لیکن ڈاکٹر حیران ہیں کہ اس بے ہوشی میں بھی اکثر دوپٹہ سر سے تھوڑا سرک جاتا ہے تو خالہ جی فوراً اسے درست کر لیتی ہیں۔ یعنی بے ہوشی میں بھی پردے کا خاص خیال رکھا، کبھی ہم نے نہیں دیکھا کہ وہ کسی خلاف چغلی کرتی ہوں ہر وقت خیر خواہی کا جذبہ ہی دیکھا اور کبھی بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

صبر ، شکر تے رضا پچھان تیری
دکھ درد تے کرب سی جان تیری
پی جاوے کوئی شیریں جام جیویں
ایویں مٹھی سی موت آسان تیری
حسن خوابی دا اک مجسمہ سی توں
صفت کرے پیا کل جہان تیری
گل بات اچ باس محبتاں دی
پھلاں وانگ ملائم زبان تیری

خالہ جی کے گھر میں مہمانوں کا سلسلہ بھی جاری رہتا، چالیس پچاس مہمان بھی آجاتے تو ان کے بستروں اور کھانے کے بندوبست میں کبھی کوئی کمی نہیں آنے دی۔ کسی مہمان کی خدمت کر کے بہت خوش ہوتیں۔ جون کے مہینے میں خالہ جی عمرہ کیلئے گئیں تو وہاں مکہ شریف میں سخت بیمار ہوگئیں تو وہ بار بار کہتیں کہ اگر مجھے ادھر موت آگئی تو مجھے پاکستان لے کر نہ جانا میری اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہوسکتی ہے۔ مکہ شریف سے جب مدینہ شریف کا سفر شروع کیا تو آپ کے بیٹے ممنون احمد آسوی نے بتایا کہ مکہ شریف دو دن بیماری کا تقریباً 23000 ہزار روپے خرچہ آیا جب مدینہ شریف پہنچے تو بارہ دن مدینہ شریف میں رہے۔ بارہ دن میں ایک روپیہ بھی دوائی کا خرچ نہیں آیا اور خالہ جی کی صحت بھی مدینہ شریف میں ٹھیک رہی۔ مدینہ شریف سے حاضری کے بعد پاکستان واپس آگئے یہاں آکر بالکل ٹھیک تھیں۔

ایک دن اچانک ہم نے سنا کہ خالہ جی کی صحت ٹھیک نہیں انہیں نارووال کے ہسپتال میں لے جایا گیا ہے دو دن وہاں رہنے کے بعد ٹھیک ہو کر واپس آگئیں لیکن یہ بتاتیں کہ میری کمر میں درد رہتا ہے۔ پھر وہی مقدس مہینہ رمضان شریف آگیا لیکن خالہ جی صحیح طرح صحت یاب نہ ہوسکیں۔ 15 رمضان المبارک کو ہم نے یہ خبر سنی کہ خالہ جی کی صحت بہت زیادہ خراب ہے اور انہیں لاہور لے جایا گیا ہے۔ میں ٹیلی فون پر ان کی صحت دریافت کرتا رہتا۔ 18 رمضان المبارک کی صبح ایک منحوس خبر سننے کو ملی کہ ہماری پیاری خالہ جان ہمیں داغ مفارقت دے گئی ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی ہم پر بجلیاں گرنے لگی۔ ایک طالب علم ہمارے پاس ہاسٹل میں رہتا ہے اس کی ماں بچپن میں انتقال کر گئی وہ طالب علم زور زور سے پکارنے لگا کہ آج میں یتیم ہو گیا ہوں۔ آج مجھے پتا چلا ہے کہ ماں کیا چیز ہوتی ہے۔ کیونکہ خالہ جی نے مجھے میری ماں کا احساس نہ ہونے دیا، واقعی خالہ جی ایک عظیم خاتون تھیں۔ جس دن سے خالہ جی کا انتقال ہوا۔ اس دن سے ہم سنبھل نہیں پا رہے لیکن جو خدا کی رضا ہے۔ خالہ جی کی نماز جنازہ حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی درگاہ کے قدموں کی طرف نقش لاثانی اسلامک یونیورسٹی میں علی پور سیداں شریف کے چشم و چراغ، پیکر اخلاص و محبت حضور پیر سید امانت علی شاہ صاحب نے پڑھائی۔ رب تعالیٰ نبی کریم ﷺ کا صدقہ ہماری پیاری خالہ جان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کی اولاد اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

......☆☆☆......

میری آواز

نائن الیون بہانہ افغانستان ٹھکانہ اور

پاکستان نشانہ......!

﴿جناب علامہ محمد احمد ترازی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سابق ڈی جی آئی ایس آئی لیفٹنٹ جنرل (ر) حمید گل واضح نظریاتی سوچ رکھنے والے مدبر، مفکر اور عسکری دانشور ہیں، قومی اور ملکی مسائل پر اُن کے افکار و خیالات بصیرت افروز اور چشم کشا ہوتے ہیں، اسلام اور پاکستان سے والہانہ محبت کی وجہ سے جنرل حمید گل کو قدامت پسند اور بنیاد پرست کے طور پر جانا جاتا ہے، اسی وجہ سے اُن کا کردار پاکستان اور اسلام دشمنوں کی نظروں میں ہمیشہ کھٹکتا رہا ہے، افغان جنگ کے حوالے سے وکی لیکس پر 92 ہزار سے زائد خفیہ دستاویزات جو کہ 2004ء سے 2009ء پر محیط ہیں کے افشاء ہونے کی وجہ سے آج کل 74 سالہ جنرل حمید گل ایک بار پھر الزامات کی زد میں ہیں، اُن پر عائد کیے گئے الزامات میں حکمت یار اور جلال الدین حقانی نیٹ ورکس کی دوبارہ بحالی کی کوششیں، جنوری 2009ء میں القاعدہ کے رہنما الکنی کی ڈرون حملے میں ہلاکت کا انتقام لینے کی منصوبہ بندی کیلئے وانا کا دورہ، اور طالبان کو پاکستان کی بجائے افغانستان پر توجہ مرکوز کرنے کا مشورہ دینا شامل ہے، وکی لیکس کی جانب سے جاری ہونے والی ''خفیہ افغان وار ڈائری'' میں آئی ایس آئی کے سابق سربراہ لیفٹنٹ جنرل (ر) حمید گل پر طالبان کی مدد کا الزام بھی عائد کیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ جیولین اسانجے کی قائم کردہ جرمن ویب سائٹ وکی لیکس معلومات تک رسائی کی آزادی کیلئے کام کرتی ہے اور اِس حوالے سے مختلف ویڈیوز و معلومات ویب سائٹ پر نشر کرتی ہے، وکی لیکس کی جانب سے ''افغان وار ڈائری'' کے نام سے 92 ہزار سے زائد رپورٹس پر مشتمل خفیہ دستاویزات اتوار 25 جولائی کو آن لائن جاری کی گئیں، ویب سائٹ کے مطابق افغانستان میں یہ رپورٹس مختلف فوجیوں اور انٹیلی جنس افسران کی جانب سے تحریر کی گئیں ہیں جو افغانستان میں تعینات امریکی فوج کے خطرناک فوجی آپریشنز سے متعلق ہیں، ویب سائٹ کے مطابق اِن رپورٹس میں خفیہ معلومات کے علاوہ سیاسی شخصیات کے ساتھ ہونے والی ملاقاتوں کی تفصیلات بھی موجود ہیں، امریکہ اور برطانیہ کے دو بڑے اخبارات کے مطابق انٹرنیٹ پر خفیہ معلومات جاری کرنے والے ویب سائٹس وکی لیکس افغانستان میں امریکی فوج کی 92 ہزار سے زائد خفیہ معلومات منظرِ عام پر لائی ہے، کہا جاتا ہے کہ امریکی فوج کی تاریخ میں پہلی بار اتنی بڑی تعداد میں خفیہ معلومات منظر عام پر آئی ہیں، امریکہ نے اِن خفیہ معلومات کو منظر عام پر لانے کی مذمت کرتے ہوئے اِسے ایک غیر ذمہ دارانہ فعل قرار دیا، جبکہ پاکستان نے اِن بے بنیاد رپورٹوں پر سخت ناگواری کا اظہار کرتے اپنے باقاعدہ ردِعمل میں اُنھیں غلط، گمراہ کُن اور زمینی حقائق کے منافی قرار دیا ہے، وزارت خارجہ کی طرف سے جاری ہونے والے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ پاکستانی عوام اور اُس کی سکیورٹی فورسز بشمول آئی ایس آئی نے انتہا پسندی و دہشت گردی کے خلاف لڑائی میں بہت زیادہ قربانیاں دی ہیں، جن کا بین الاقوامی برادری خصوصاً امریکہ نے اعتراف بھی کیا ہے اور اِس طرح کی رپورٹوں سے دہشت گردی کے خلاف پاکستان

کے مثبت کردار کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

اِن خفیہ دستاویزات میں پاکستان انٹیلی جنس اداروں کو بطورِ خاص ہدف بنایا گیا ہے اور اُن کی کردار کشی کرتے ہوئے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ پاکستان امریکہ کا حلیف ہوتے ہوئے طالبان کی مدد کر رہا ہے، منظر عام پر آئی دستاویزات کے مطابق افغانستان سے باہر پاکستان کی خفیہ ایجنسی طالبان کے سب سے بہترین ساتھی ہے اور افغانستان میں افغان سکیورٹی فورسز، امریکیوں اور اُن کے حمائتیوں کے خلاف جنگ پاکستان ہی سے لڑی جا رہی ہے، جرمن ویب سائٹ دستاویزات کے حوالے سے لکھتی ہے کہ طالبان کے لیے پاکستان محفوظ پناہ گاہ ہے، نئے رنگروٹ پاکستان سے افغانستان میں داخل ہوتے ہیں، جن میں عرب، چیچن، ازبک اور یورپی مسلمان شامل ہیں اور جنگجوؤں کے اجلاس میں آئی ایس آئی کے ارکان شریک اور خاص احکامات بھی جاری کرتے ہیں، وکی لیکس کے مطابق ''اِن احکامات میں افغان صدر حامد کرزئی کو ہلاک کرنے کی کوشش بھی شامل ہے'' خیال رہے کہ افشا شدہ دستاویزات میں امریکہ کی اُن خفیہ فوجی کارروائیوں کی تفصیلات بھی شامل ہیں جو باغیوں اور دہشت گردوں کے اہم اہداف کے خلاف کی گئیں، اِن میں سے کچھ کارروائیاں افغان شہریوں کی ہلاکتوں کا باعث بھی بنی ہیں، لندن کے روزنامے ''دی گارڈین'' کے مطابق فوجی تاریخ کے سب سے بڑے خفیہ دستاویزات کے ظاہر ہونے سے نیٹو افواج کے ہاتھوں افغان شہریوں کی ہلاکت کے ایسے کئی واقعات سامنے آئے ہیں جو اِس سے قبل کبھی منظر عام پر نہیں آئے، اخبار کے مطابق اِن خفیہ دستاویزات سے پاکستان اور ایران کی جانب سے افغانستان میں جاری عسکریت پسندی کو فروغ دینے سے متعلق نیٹو کے شکوک کا بھی پتہ چلا ہے، اِن دستاویزات میں نیٹو کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے معصوم شہریوں کی آف دی ریکارڈ تفصیلات بھی سامنے آئی ہیں، اِس کے علاوہ افغان مزاحمت کاروں کے خلاف اسپیشل فورسز کے ماورائے قانون خفیہ آپریشنز کی تفصیلات بھی دستاویزات میں موجود ہیں، یہ دستاویزات ظاہر کرتی ہیں کہ افغان سکیورٹی حکام طالبان حملوں کے آگے بے بس ہیں، حالیہ افغان جنگ کے زمینی حقائق بتاتے ہیں کہ جنگ میں طالبان کا پلڑا بھاری ہے اور نیٹو کی اتحادی افواج کو ہزیمتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اِس صورتحال کی حقیقت اُن 90 ہزار سے زائد خفیہ رپورٹوں سے ظاہر ہوتی ہے، جس میں اِس حقیقت کا اعتراف بھی کیا گیا کہ افغانستان کی جنگ میں امریکہ 3 کھرب ڈالر کے مصارف کر چکا ہے، مگر اِس کے باوجود طالبان 2001ء سے کہیں زیادہ مضبوط، منظم اور فعال ہیں، خیال کیا جا رہا ہے کہ یہ خفیہ دستاویزات ایک فوجی تجزیہ کار ''براڈلے مانگ'' کی جانب سے فراہم کی گئی ہیں جسے 26 مئی کو فوجی قوانین کی خلاف ورزی الزام میں بغداد سے گرفتار کیا گیا تھا، اِس اہلکار نے ایک امریکی فوجی ہیلی کاپٹر سے متعلق متنازعہ ویڈیو بھی فراہم کی تھی۔

قارئین محترم امریکیوں کی کسی بھی خفیہ رپورٹ کے افشا ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اِن رپورٹوں میں جو کچھ درج ہے وہ بالکل درست ہے، امریکی انٹیلی جنس غلط رپورٹیں مرتب کرنے کے حوالے سے خاصی بدنام ہے، ماضی میں ایسی ہی جھوٹی اور جعلی خفیہ رپورٹیں جن میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ عراق کے پاس موجود کیمیائی ہتھیار عالمی امن کے لئے خطرہ ہیں، کو بنیاد بنا کر امریکہ نے عراق پر چڑھائی کی تھی، مگر جب عراق کا چپہ چپہ چھان مارنے کے باوجود وہاں کوئی کیمیائی ہتھیار نہیں ملے تو امریکیوں اور اُس کے اتحادیوں کو سخت شرمندگی اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تھا، اَمر واقعہ یہ ہے کہ امریکی انٹیلی جنس ایجنسیاں خفیہ رپورٹوں کے حوالے سے مفروضوں پر کام کرتی ہیں اور سنی سنائی باتوں کو بھی خفیہ رپورٹوں کا حصہ بنا دیتی ہیں، سوال یہ ہے کہ اگر امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کو اِس بات کا علم تھا کہ پاک فوج اور پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے دوہرا معیار اپنایا ہوا ہے تو پھر امریکہ اور پاک فوج کے درمیان کثیر الجہت تعاون کیونکر ممکن ہوا۔؟ اگر واقعی ایسا ہوتا تو امریکیوں نے آٹھ سالوں تک جنرل پرویز مشرف کو کیسے برداشت کیا اور ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اُن کی سرپرستی کیوں کی گئی؟ سچائی یہ ہے کہ پاکستانی فورسز کی پے در پے کارروائیوں نے طالبان اور القاعدہ کی کمر توڑ کر رکھ دی اور جس کے جواب میں طالبان اور القاعدہ نے پاکستانی افواج اور سول سوسائٹی پر متعدد حملے کیئے، جن میں بہت سے پاکستانی فوجی اور لاتعداد شہری

شہید ہو چکے ہیں، لیکن پھر بھی اگر پاک فوج اور طالبان کے درمیان خفیہ روابط ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طالبان بار بار پاک فوج پر حملہ آور کیوں ہوتے ہیں اور سول سوسائٹی کو نشانہ کیوں بناتے ہیں۔؟ گو کہ امریکہ اِس افشا کو معمول کی کارروائی قرار دے رہا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ بیشتر باتوں کا زور پاکستان اور پاک فوج کے ادارے آئی ایس آئی کی طرف کرنا اور افغان جنگ میں پاکستان سے لڑے جانے کے الزامات ظاہر کرنا یہ بتانے کے لیے کافی ہیں کہ یہ سارا ڈراما پاکستان اور پاک آرمی کو دباؤ میں لانے کی ایک کوشش ہے۔

اَمر واقعہ یہ ہے کہ نو سال تک افغانستان میں ایک بے مقصد جنگ نے امریکیوں کے اعصاب شل کر دیئے ہیں، وہ افغانستان میں بری طرح ناکام ہو چکے ہیں اور اب انہیں کوئی ایسا سر چاہیے جس پر وہ اپنی ناکامیوں کی ٹوپی رکھ سکیں اور اپنی شکست و شرمندگی کا ملبہ ڈال کر یہ کہہ سکیں کہ اِس وجہ سے انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے، حقیقت یہ ہے کہ آئی ایس آئی پاک فوج کا ایک ایسا ذیلی ادارہ ہے جو وطن عزیز کے خلاف ہونے والی سازشوں کو قبل از وقت بے نقاب کر کے ملک کا بالواسطہ طور پر تحفظ کرتا ہے، آئی ایس آئی نے پاکستان کے تحفظ کی خاطر ہمیشہ کلیدی کردار ادا کیا ہے، استحکام پاکستان اِس ادارے کی سب سے اہم ذمہ داری ہے، یہ امریکہ ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے علم میں ہے کہ آئی ایس آئی نے دہشت گردی اور طالبان کے خاتمہ کے لئے کلیدی کردار ادا کیا ہے اور دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں نہ صرف آئی ایس آئی اور پاک فوج بلکہ پورے پاکستان نے امریکہ کا ساتھ دیتے ہوئے بے شمار قربانیاں دی ہیں لیکن اسکے باوجود بھی امریکی عہدیداروں، حکومت اور میڈیا کی طرف سے بار بار آئی ایس آئی پر الزامات کی بوچھاڑ آئی ایس آئی کو بدنام کرنے کی سازش اور مستقبل قریب میں امریکی جارحیت افغان سرحدوں سے نکل کر قرب و جوار کا رخ کرنے کی کوشش کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے، ہمارا سوال یہ ہے کہ آئی ایس آئی پر سنگ زنی کرنے والوں سے کوئی یہ تو پوچھے کہ درجنوں حکمرانوں کو قتل کرنے، بیسیوں حکومتوں کا تختہ الٹنے اور دنیا بھر میں جگہ جگہ بغاوت و فسادات کی آگ لگانے والی سی آئی اے کے بارے اُن کا کیا خیال ہے، چنانچہ اِس مشکل صورتحال میں پاکستان کیلئے قابل غور نکتہ یہ ہے کہ پاکستان مدافعانہ حکمت عملی ترک کر کے جارحانہ حکمت عملی اپناتے ہوئے امریکہ پر واضح کر دے کہ اگر اُس نے پاکستان اور پاکستانی اداروں پر الزام تراشی کا سلسلہ بند نہیں کیا اور اپنی موجودہ روش نہ بدلی تو پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہیں کرے گا، ہم سمجھتے ہیں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ دنیا کو بتانا ہوگا کہ افغانستان میں شدید نوعیت کے جنگی جرائم کی بدولت افغانوں کی اکثریت امریکی اور اتحادی افواج کے خلاف ہو چکی ہے، جبکہ دوسری طرف اخلاقی اعتبار سے برتری کے حامل طالبان کیلئے افغان عوام میں نرم گوشہ موجود ہے، جس کی وجہ سے مقامی لوگ طالبان کو پناہ بھی دیتے ہیں اور اُن کی مدد بھی کرتے ہیں۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ اب موسم بدل رہا ہے، آج نو سال گزرنے کے بعد بھی 37 ممالک سے آئی ہوئی دنیا کے جدید ترین مہلک ہتھیاروں سے لیس اتحادی فوج بھاری پگڑیوں، گھنی داڑھیوں اور لمبے عباؤں والے مٹھی بھر طالبان سے خوفزدہ ہے اور امریکی سپہ سالاری میں کابل و قندھار کے گلی کوچوں میں ذلیل و رسوا ہو رہی ہے، کل تک اگر ہمارے ارباب اقتدار کے نزدیک امریکہ سے والہانہ دوستی اور اُس کے تمام مطالبات کے سامنے سرنگوں ہونا تقاضائے حکمت اور دانشمندی تھا، تو آج دنیا کی سفاک ترین سپر پاور سے اپنے آپ کو بچانا اور پاکستان کے مفادات کی نگہبانی کرنا انتہائی ناگزیر اور اہم ذمہ داری قرار پاتا ہے، کیونکہ شہنشاہ عالم پناہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کی تباہی و بربادی کے خواہشمند ہیں، امریکہ پاکستان کی تقدیر سے کھیل رہا ہے، وہ افغانستان میں متوقع شکست سے خوفزدہ ہے اور پاکستان کو قربانی کا بکرا بنا کر اپنی شکست کا سارا ملبہ پاکستان پر ڈالنا چاہتا ہے، اِس تناظر میں جنرل حمید گل کا یہ کہنا کہ ''نائن الیون بہانہ تھا، افغانستان ٹھکانہ ہے اور پاکستان نشانہ ہے۔'' امریکہ کی پاکستان دشمن حکمت عملی اور ناپاک مذموم مقاصد کو واضح کرتے ہوئے حکمرانوں کو دعوت فکر و عمل دے رہا ہے۔

Monthly **AL-HAQIQA** September 2010
Reg.No. C.P.L.169

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جل جلالہ
یا رب العلمین

علیک الصلوٰۃ والسلام
یا رحمۃ للعلمین

حضور پُر نور سرکار رحمۃ للعلمین ﷺ کے غلاموں سے

اپیل ہے کہ صدقہ و خیرات

زیر تعمیر نقشِ ثانی اسلامک یونیورسٹی

کو عنایت فرمائیں

برائے رابطہ
0300-7764560, 03007766223,03007770633,
0301-6898650,0300-7123402-0542-451997

منجانب **شیران اسلام پاکستان**